

ذیبر پرستی

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صدر
حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سوائی

رئیس اتحاد

ابوعمار زاہد الرشیدی

مددی

حافظ محمد عمار خان ناصر

مددی

ناصر الدین خان عامر

زیر معاون

سالانہ ایک سور و پے
نی پر چڑک روپے
بیرون ممالک سے
دوسرا کی ڈالر سالانہ

خط و کتابت کے لیے

مرکزی جامع مسجد
پوسٹ بکس 331 گورنمنوالہ
فون و فکس
92 431 219663

ای میل

director@alsharia.net

ویب ایڈریس

www.alsharia.net

ماہنامہ

الشراجمة

جلد : ۱۲ ○ مارچ ۲۰۰۱ء ○ شمارہ : ۳

فہرست

۱	رئیس اتحاد	کفر حق
۲	مولانا ابو الحسن علی ندوی	علم کا مقام اور اہل علم کی ذمہ داریاں
۳	حکیم محمود حمزہ	شراب انسان کی بدترین دشمن
۴	فتاوا محدث قرآن مجید	فتاوا محدث قرآن مجید
۵	عمار ناصر	کی روشنی میں
۶	افغانستان کے داخلی حالات پر ایک نظر	ڈاکٹر سلطان بشیر محمود
۷	اوام متحدہ کے دفتر کے سامنے عملاً کا خاموش مظاہرو	ڈاکٹر سلطان بشیر محمود
۸	پاکستان شریعت کونسل کی سرگرمیاں	پاکستان شریعت کونسل کی سرگرمیاں
۹	رئیس اتحاد	تعارف کتب

امریکہ کا ”خدا بیزار سٹم“

روزنامہ جنگ لاہور ۲۶ فروری ۲۰۰۱ء کی ایک خبر کے مطابق امریکی ریاست ورجینیا میں یمنت کے روایت ارکان نے ایک یادگاری سکد پر ”ہم خدا پر بھروسہ کرتے ہیں“ کے الفاظ کندہ کرنے کی تجویز مسٹر دردی ہے۔ خیر میں تباہی گیا ہے کہ ریاست میں امریکہ کے قدیم باشندوں ”ریڈ امٹین“ کے اعزاز اور توفیر کے لیے ایک سلوڑ ار جاری کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں جس پر جنگلی بھیس کی تصویر کے ساتھ IN GOD WE TRUST (ہم خدا پر بھروسہ کرتے ہیں) کے الفاظ کندہ کرنے کی تجویز دی گئی ہے۔ چاندی کا یادگاری سکد سکولوں میں بھی آؤں اس کرنے کی تجویز ہے مگر ریاستی یمنت کے ارکان نے سرکاری سکولوں میں یہ مانو آؤں اس کرنے کے مسودہ قانون کو رد کر دیا ہے۔ خربنگار کے تبصرہ میں کہا گیا ہے کہ اس طرح امریکہ میں ریاست اور کلیسا ہی عیحدگی کے آئینی تصور نے خدا کی ذات کو بھی تہذیب بنا دیا ہے۔

امریکہ کے آئین میں خدا، باہل، کلیسا اور نہب کو فرد کا ذاتی معاملہ قرار دے کر ریاستی معاملات میں ان کے کسی قسم کے تعلق یا مداخلت کی نہی کی گئی ہے اور اسی بنیاد پر کسی بھی ریاستی، قانونی یا اجتماعی معاملہ کے حوالے سے نہ اہب کے ذکر کو وہاں پسند نہیں کیا جاتا بلکہ قانونی طور پر اس کی حوصلہ گئی کی جاتی ہے۔ امریکیوں کا کہنا ہے کہ اجتماعی معاملات میں خدا، باہل، کلیسا اور نہب کی دھن اندازی سے شہریوں کی آزادی رائے، خود مختاری اور اپنے فیصلے خود کرنے کا حق محدود ہوتا ہے اس لیے نہب اور اس کے متعلقات کو فرد کے ذاتی معاملات تک محدود رکھا جائے، ریاستی اور اجتماعی امور کے قصین پر صرف اور صرف سوسائٹی کا اختیار باقی رہنے دیا جائے اور سوسائٹی کی اکثریت کسی بھی معاملہ میں جو فیصلہ کر دے، اسے حرف آخوند تصور کیا جائے۔ اسی فلسفہ اور تصور کا نام سکول ازم ہے اور یہ فلسفہ صرف دنیا کی اکثری حکومتوں کے دستیکی بنیاد ہے بلکہ اقوام متحده کے چارڑا اور انسانی حقوق کے بارے میں اقوام متحده کے قواعد و ضوابط اور فحصوں کی پشت پر بھی اسی فلسفہ اور تصور کی کارفرمائی ہے۔

ہمارے ہاں عام طور پر ”سکول ازم“ کو ”غیر فرقہ وار ان حکومت“ کے معنی میں پیش کر کے یہ تاذیتے کی کوشش کی جاتی ہے کہ سکول ازم کی بنیاد نہب کی نہی پر نہیں بلکہ اس سے مراد کسی ایک فرقہ پر دوسرے فرقہ کی بالا دستی کو

روکنا ہے اس لیے اسے قول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن یہ بھی ایک فریب کاری ہے اور اس کا اصل حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لیے کہ جس فلسفہ اور نظام میں خدا کے نام اور اس پر بھروسہ کے الفاظ کو بعض علمی طور پر کسی مانوں بھی قول کرنے کی مجبائش نہ ہو، اس کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ نہ ہب یا اس کی کسی بنیاد کی نظر نہیں کرتا، بلکہ صرف رواداری کی تلقین کرتا ہے، خود فرمی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

اس مسئلہ کو ایک اور زاویہ سے بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ اقوام متعدد، یکوار ممالک اور انسانی حقوق کے عالمی اداروں کی طرف سے اجتماعی نظام اور دستور و قانون کے حوالے سے مسلم ممالک سے جو تقاضے کیے جاتے ہیں اور ان کے سامنے جو ایجمنڈ اب تک پیش کیا گیا ہے، اس میں صرف فرقہ و ارتات رواداری کے معاملات شامل نہیں ہیں بلکہ ریاستی نظام کو نہ ہب اور مذاہی اقدار سے کلکھا لاطلاق کر دینے کے مطالبات بھی اس ایجمنڈ سے کا حصہ ہیں اور پارلیمنٹ کے غیر مشروط اختیارات اور قانون سازی میں عوایم نمائندوں کو فائل انتہاری قرار دینے کا تصویر ریاستی نظام سے نہ ہب کو بے دخل کر دینے ہی کا دوسرا درج ہے۔

مذکورہ خبر میں ”ریڈ انڈین“ کا بھی تذکرہ ہے جن کی تو قیر اور اعزاز کے لیے یہ یادگاری سکد جاری کیا جا رہا ہے۔ ”ریڈ انڈین“ امریکہ کے اصل اور قدیمی باشندے ہیں۔ جب کوبیس نے امریکہ دریافت کیا تو امریکہ بالکل غیر آباد بر اعظم نہیں تھا بلکہ وہاں پہلے سے انسان آباد تھی حتیٰ کہ اب یہ بات تحقیقی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ عرب اور مسلمان کوبیس سے بہت پہلے امریکہ تھی پچھے تھے لیکن اسی دور میں انہیں کی اسلامی ریاست کے خاتمہ اور صلیبی قوتوں کے تسلط کے باعث امریکہ میں بھی مسلمانوں کے بجائے عیسائی یورپیوں نے قبضہ جمالیہ اور پھر امریکہ یورپی آباد کاروں ہی کا مالک بن کر رہ گیا تھی کہ امریکہ کی اصل آبادی کو بھی ان یورپیوں نے ”ریڈ انڈین“ کا نام دے کر اچھوٹ بنا دیا اور رفتہ رفتہ پورے نظام سے بے دخل کر دیا۔ ”ریڈ انڈین“ آج بھی امریکہ میں موجود ہیں لیکن امریکی نظام میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ وہ دوسرے درجے کے شہری سمجھے جاتے ہیں اور انہیں ان کے جائز حقوق دینے کے بجائے ان کے اعزاز و توقیر کے لیے ”یادگاری سکے“ جاری کر کے انہیں بہلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

بہر حال یہ امریکہ کے ”خدا بیز ار سٹم“ کی ایک جملک ہے جسے میں الاقوامی فلسفہ اور ولڈ سٹم کے نام پر پوری دنیا پر مسلط کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے لیکن قرآن و سنت کی ابدی اور آفیٰ تعلیمات پر تلقین رکھنے والے مسلمانوں اور اہل دین کے ہوتے ہوئے یہ خواب کبھی تجیر کی منزل حاصل نہیں کر سکتے گا۔

علم کا مقام اور اہل علم کی ذمہ داریاں

اکتوبر ۱۹۸۱ء میں کشمیر یونیورسٹی سری نگرنے میکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی مددی قدس اللہ سرہ الحضرت کو "ڈاکٹر آف لئریسی" کی اعزازی ڈگری پیش کی۔ اس موقع پر منعقد ہونے والے کانوکیش سے حضرت مولانا مددی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جو فکر انگیز خطاب فرمایا، وہ اہل علم کے استفادہ کے لئے شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

جناب چانسلر صاحب (بی کے نہر، گورنر کشمیر)، پرو چانسلر صاحب (شیخ محمد عبد اللہ، چیف فائز کشمیر)، واگر چانسلر صاحب (ڈاکٹر وحید الدین ملک)، اساتذہ جامعہ، فضلاء کرام اور معزز حاضرین! میرا عقیدہ ہے کہ علم ایک اکائی ہے جو بث نہیں سکتی۔ اس کو قدم و جدید، مشرقی و مغربی، نظری و عملی میں تقسیم کر سمجھ نہیں اور جیسا کہ علماء اقبال نے کہا ہے

دلیل کم نظری قصہ، جدید و قدیم

میں علم کو ایک صداقت مانتا ہوں جو خدا کی وہ دین ہے جو کسی ملک و قوم کی ملک نہیں اور نہ ہوئی چاہئے۔ مجھے علم کی کثرت میں بھی وحدت نظر آتی ہے۔ وہ وحدت سچائی ہے، حق کی تلاش ہے، علی ذوق ہے، اور اس کو پانے کی خوشی ہے۔ اس کے باوجود میں جناب چانسلر صاحب، واگر چانسلر صاحب اور اس جامعہ کے ذمہ داروں کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنے ایک علمی اعزاز کے لیے ایک ایسے شخص کا انتخاب کیا جس کا انتساب اور تعلق قدیم طرز تعلیم سے ہے۔

میں علم، ادب، شاعری، فلسفہ، حکمت کی میں اس اصول کا قائل نہیں ہوں کہ جو اس کی وردی پہن کر آئے، وہی عالم اور دانش ورہے اور یہ مان لیا گیا ہے کہ جس کے جسم پر وردی نہ ہو، وہ نہ سمجھ خطاب ہے نہ لاکن ساعت۔ فہمی سے ادب و شاعری میں بھی یہی حال ہے۔ جو ادب کی دکان نہ لگائے، اور اس پر ادب کا سائز پورا ڈاؤن کرے، اور ادب کی وردی پہن کر ادبی محلہ میں نہ آئے، وہ "بے ادب" ہے۔ لوگوں نے ان پیدائشی ادیبوں اور شاعروں کا قصور بھی معاف نہیں کیا جن کے جسم پر وہ وردی دکھائی نہ دیتی ہو یا جن کو بد فہمی سے ان وردیوں میں

سے کوئی وردی نہ مل سکی ہو۔ میں علم کی آفاقت اور علم کی تازگی کا قائل ہوں، جس میں خدا کی رہنمائی ہر دور میں شامل رہی ہے۔ اگر خلوص ہے اور پچی طلب ہے تو خدا کی طرف سے کسی وقت فیضان میں کمی نہیں۔

حضرات!

اس موقر دانش گاہ کے جلد تقسم انساد میں جو فلک بوس ہمالیہ کی ایک سربراہی میں منعقد ہو رہا ہے، مجھے بے اختیار وہ واقعہ یاد آتا ہے جو عرب کے ایک مختلف علاقے میں ایک پہاڑ پر جو شہنشاہ اور شہزادہ سربراہی پر یا چودہ سو سال پہلے چیز آیا تھا اور جس نے تاریخ انسانی ہی نہیں بلکہ تقدیر انسانی پر ایسا گہر اور لازوال اثر ڈالا ہے جس کی نظر تاریخ میں نہیں ملتی اور جس کا اس ”لوح و قلم“ سے خاص تعلق ہے جس پر علم و تہذیب اور تحقیق و تصنیف کی اساس ہے اور جس کے بغیر نہ یہ عظیم دانش گاہیں وجود میں آتیں اور نہ یہ وسیع کتب خانے جن سے دنیا کی زینت اور زندگی کی قدر و قیمت ہے۔ میری سرادچیلی وحی کے واقعہ سے ہے جو ۱۲ فروری ۱۹۶۱ء کے لگ بھگ نبی عربی محمد ﷺ پر مکہ کے قریب غار حرام میں نازل ہوتی۔ اس کے الفاظ یہ ہتے:

(۱۔ محمد) اپنے پروردگار کا ہام لے کر پڑھو جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کی پچکی سے ہٹایا۔ پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو علم نہ تھا۔	اقراباً سامِ رَبِّكَ الْذِي خلقَ - خلق الْإِنْسَانَ مِنْ خَلْقٍ - اقراباً وَرَبِّكَ الْأَكْرَمُ - الْذِي عَلِمَ بِالْقَلْمَنِ - عَلِمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ
---	--

(سورہ علق، آیات ۵۴)

خاتق کائنات نے اپنی وحی کی اس چیلی قسط اور بارا ان رحمت کے اس پہلے چھینٹے میں بھی اس حقیقت کے اعلان کو مدد و متوی نہیں فرمایا کہ علم کی قسمت سے وابستہ ہے غار حرام کی اس تجھائی میں جہاں ایک نبی ای اللہ کی طرف سے دنیا کی ہدایت کے لیے پیغام لینے آیا تھا اور جس کا یہ حال تھا کہ اس نے قلم کو حرکت دینا خوب بھی نہیں سیکھا تھا، جو قلم کے فن سے بکسر و افت نہ تھا۔ کیا دنیا کی تاریخ میں اس کی نظریہ کہیں مل سکتی ہے؟ اور اس بلندی کا تصور بھی ہو سکتا ہے کہ اس نبی امی پر ایک امت ای اور ایک ناخواندہ ملک کے درمیان (جہاں جامعات اور دانش گاہیں تو بڑی یعنیز ہیں، حرف شناسی بھی عام نہیں تھی) پہلی بار وحی نازل ہوتی ہے اور آسمان وزمیں کا رابط صدیوں بعد قائم ہوتا ہے تو اس کی ابتداء ہوتی ہے اقراب سے۔ جو خود پڑھا ہو انہیں تھا، اس پر جو وحی نازل ہوتی ہے، اس میں اس کو خطاب کیا جاتا ہے کہ پڑھو۔ یہ اشارہ تھا اس طرف کہ آپ کو جو امت دی جانے والی ہے، وہ امت صرف طالب علم ہی نہ ہو گی بلکہ معلم عالم اور علم آموز ہو گی۔ وہ علم کی اس دنیا میں اشاعت کرنے والی ہو گی۔ جو دور آپ کے حصے میں آیا ہے، وہ دور امیت کا نہیں

ہوگا، وہ دور رشت کا دور نہیں ہوگا، وہ دور جہالت کا دور نہیں ہوگا، وہ دور علم دشمنی کا دور نہیں ہوگا، وہ دور علم کا دور ہوگا، عقل کا دور ہوگا، حکمت کا دور ہوگا، تمسیر کا دور ہوگا، انسان دوستی کا دور ہوگا، وہ دور ترقی کا دور ہوگا۔

باسم ربک الذی حلق (اس پروردگار کے نام سے پڑھو جس نے پیدا کیا) بڑی غلطی یہ تھی کہ علم کا رشتہ ب سے نوٹ گیا تھا اس لیے علم سیدھے راستے سے ہٹ گیا تھا۔ اس نوٹے ہوئے ہوئے رشت کو بیہاں جوڑا گیا۔ جب علم کو یاد کیا گیا، اس کو یہ عزت بخشی گئی تو اس کے ساتھ ساتھ اس کی بھی آگاہی دی گئی کہ اس علم کی ابتداء مرموم رب سے ہوئی چاہئے اس لیے کہ علم اسی کا دیبا ہوا ہے، اسی کا پیدا کیا ہوا ہے اور اسکی رہنمائی میں یہ متوازن ترقی کر سکتا ہے۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی انقلاب آفریں، انقلاب انگلیز اور صاعق آس آواز تھی جو ہماری دنیا کے کانوں نے سنی تھی، جس کا کوئی تصور نہیں کر سکتا تھا۔ اگر دنیا کے ادیبوں اور دانشوروں کو دعوت دی جاتی کہ آپ لوگ قیاس کیجئے کہ جودوی نازل ہونے والی ہے، اس کی ابتداء کس چیز سے ہوگی؟ اس میں کس چیز کو اولیت دی جائے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ ان میں سے ایک آدمی بھی جو اس امی قوم اور اس کے مزاج اور دماغ سے واقف تھا، یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ افرا کے لفظ سے شروع ہوگی۔

یہ ایک انقلاب انگلیز دعوت تھی کہ علم کا سفر خداۓ حکیم و علیم کی رہنمائی میں شروع کیا جانا چاہئے اس لیے کہ یہ سفر بہت طویل، پریق اور بہت پر خطرے ہے۔ بیہاں دن دہاڑے قافلے لئتے ہیں، قدم قدم پر مہیب و عیق حاٹیاں ہیں، گہرے دریا ہیں، قدم قدم پر سانپ اور پچھو ہیں، اس لیے اس میں ایک رہبر کامل کی رفاقت ہوئی چاہئے اور وہ رہبر کامل ہی تھا خدا کی ذات ہے۔ مجرد علم و ادب نہیں، وہ علم مقصود نہیں جو نیل بونے بنانے کا نام ہے، جو محض کھلوں سے کھیلنے کا نام ہے۔ وہ علم نہیں جو محض دل بہلانے کا نام ہے، وہ علم نہیں جو ایک کو دوسرا سے لڑانے کا نام ہے، وہ علم نہیں جو قوموں سے نکرانے کا نام ہے، وہ علم نہیں جو اپنے معدہ کی خندق کو برلنے کا ذریعہ سکھانے کا نام ہے، وہ علم نہیں جو زبان کو صرف استعمال کرتا سکھاتا ہے، بلکہ افرا بایسم ربک الذی حلق۔ حلق الانسان من علق۔

افرا و ربک الامر = الذی علم بالقلم۔ علم الانسان مالہم بعلم "پڑھو، تمہارا رب برا کریم ہے۔" وہ تمہاری ضرورتوں سے تمہاری کمزوریوں سے کیسے نا آشنا ہو سکتا ہے؟ افرا و ربک الامر = الذی علم بالقلم آپ خیال کیجئے کہ قلم کا رجب اس سے زیادہ کس نے بڑھایا ہوگا کہ اس غارہ را کی پہلی دنی نے بھی قلم کو فراموش نہیں کیا۔ وہ قلم جو شاید ڈھونڈنے سے بھی نکل کے کسی گھر میں نہ ملتا۔ اگر آپ اسے تلاش کرنے کے لیے نکلتے تو شاید معلوم نہیں کسی ورقد بن نوٹل کے یا کسی کا تب کے جو دیارِ جنم سے کچھ لکھا پڑھنا سمجھ کر آیا ہو، گھر میں ملتا۔

اور پھر ایک بہت بڑی انقلاب انگلیز اور لاقانی حقیقت میان کی کہ علم کی کوئی انتہا نہیں۔ علم الانسان مالہم

بعلم۔ انسان کو سچھایا جس کا اس کو پہلے سے علم نہ تھا۔ سائنس کیا ہے؟ میکنالوجی کیا ہے؟ انسان چاند پر جا رہا ہے، خلا کوہم نے طے کر لیا ہے، دنیا کی طنابیں سچھائی ہیں، یہ سب علم الانسان مالم بعلم کا کرشنا نہیں تو کیا ہے؟

حضرات!

اجازت دیجئے کہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کروادی علم کے ایک مسافر کی حیثیت سے کچھ مشورے، کچھ تحریب پیش کروں۔

جامعات کا پہلا کام سیرت سازی ہے۔ یونیورسٹی ایسا کیم کمز بنائے جو اپنے ضمیر کو بقول اقبال ایک کف جو کے بدے میں بینچنے کے لیے تیار ہو۔ آج کل کے فلسفے اور نظام یہ سمجھتے ہیں کہ اس بازار میں سب کی قیمت مقرر ہے، کوئی اگر کم قیمت پر نہیں خریدا جاسکتا تو زیادہ قیمت پر خرید لیا جائے گا۔ ایک جامعہ کی حقیقی کامیابی یہ ہے کہ وہ سیرت سازی کا کام کرے۔ وہ ایسے صاحب علم افراد پیدا کرے جو اپنے ضمیر کا سودا نہ کر سکیں، جن کو دنیا کی کوئی طاقت، کوئی تحریکی فلسفہ، کوئی غلط دعوت و تحریک کسی دام خریدنے سکے، جو اقبال کے لفاظ میں پورے اعتاد و افتخار کے ساتھ کہ سکیں

کرم تیرا۔ کہ بے جوہر نہیں میں غلام طغیل و بخیر نہیں میں
جہاں بینی مری فطرت ہے لیکن کسی جمشید کا ساغر نہیں میں

دوسرافرض یہ ہے کہ ہماری جامعات سے ایسے نوجوان نہیں جو اپنی زندگیاں حق و صداقت اور علم وہدایت کے لیے قربان کرنے کے لیے تیار ہوں، جن کو کسی کے لیے بھوکارنے میں وہ لذت آئے جو کسی کو پیٹ بھر کر کھانے اور نائے دنوش میں آتی ہے، جن کو کھونے میں وہ سرت حاصل ہو جو بعض اوقات کسی کو پانے میں نہیں ہوتی، جو اپنی جوانی کی بہترین تو اتنا نیاں، ذہن کی بہترین صلاحیتیں اور اپنے جامعہ کا بہترین عطیہ جس سے ان کی جھوپی بھر دی گئی ہے، انسانیت کو تباہی سے بچانے کے لیے صرف کریں۔

دانش گاہوں کو دیکھنا چاہئے کہ وہ اعلیٰ صلاحیت کے لوگ کتنی تعداد میں پیدا کر رہی ہیں؟ میں صفائی سے کہتا ہوں کہ اب کسی ملک کی یہ تعریف نہیں کہ وہاں بڑی تعداد میں یونیورسٹیاں ہیں، یہ کوئا نظری اب بہت پرانی ہو گئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ علم کے شوق میں، جستجو کی راہ میں، علم و اخلاق کے پھیلانے اور راستوں، بد اخلاقیوں، سفا کی دو رنگی، دولت و قوت کی پرستش کو دئنے کے لیے کتنے آدمی اپنی زندگیاں وقف کرتے ہیں، اپنی قوم کو صاحب شور، مہذب اور باضمیر قوم بنانے کے لیے کتنی تعداد میں نوجوان موجود ہیں جو اپنی ذاتی سر بلندی اور ترقی سے آنکھیں بند کر کے اس مقصد کے لیے اپنے وقف کرتے ہیں۔ اصل معیار یہ ہے کہ کتنے نوجوان ایسے ہیں جو دنیا کی تمام آسائشوں اور ترقوں سے آنکھیں بند کر کے کسی گوشے میں خوس ملکی و تحریری کام کر رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ادب، شاعری، فنون لطیف، حکمت و فلسفہ، تصنیف و تالیف سب کا مقصد یہ ہے کہ ملک و ملت میں ایک نئی زندگی اور روح اور وہ سراب کی خود اور شعلہ کی بجز کرنے ہو۔ میں اس وقت تر جان حقیقت ڈاکٹر محمد اقبال کے یہ شعر پڑھوں گا جو انہوں نے اگرچہ کسی ادیب یا شاعر سے مخاطب ہو کر کہے تھے لیکن یہ علم و ادب، فلسفہ و حکمت سب پر صادق آتے ہیں:

جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا
اسے اہل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن
مقصود ہنر سوز حیات ابدی ہے
یہ ایک نفس یا دو نفس مثل شر کیا
شاعر کی نوا ہو کہ مخفی کا نفس ہو
جس سے چمن افرادہ ہو وہ باد سحر کیا
غفرات!

اب آخر میں مجھے اپنے ان قابل مبارک باد بھائیوں سے جو یہاں سے سند لے کے جا رہے ہیں، یا ان خوش نصیب غریزوں سے جو ابھی اس چمن علم کی خوش چینی میں مصروف ہیں، کچھ کہنے کی اجازت دیجئے۔ میں اپنی بات کہنے میں (جو شاید کسی قدر رخک اور سنجیدہ ہو) ایک دلچسپ کہانی کا سہارا لوں گا، جو شاید آپ کے کافنوں کا ذائقہ تبدیل کرنے میں مدد کرے۔

راوی صادق البیان کہتا ہے کہ ایک بار چند طلباء تفریح کے لیے ایک کشتی پر سوار ہوئے۔ طبیعت مون پر تھی، وقت سہانا تھا، ہوانشاط انگیز اور کیف آور تھی اور کام کچھ نہ تھا۔ یہ نو عمر طلباء خاموش کیے یعنی سکتے تھے۔ جمال ملاج دلچسپی کا اچھا ذریعہ اور فقرہ بازی، مذاق و تفریح طبع کے لیے بے حد موزوں تھا۔ چنانچہ ایک تیز طرار صاحبزادے نے اس سے مخاطب ہو کر کہا "چچا میاں آپ نے کون سے علوم پڑھے ہیں؟"

مالاج نے جواب دیا "میاں میں نے کچھ پڑھا لکھا ہیں"

صاحبزادہ نے مختصری سانس بھر کر کہا "ارے آپ نے سائنس نہیں پڑھی؟"
مالاج نے کہا "میں نے تو اس کا نام بھی نہیں سنा"

دوسرے صاحبزادہ بولے "جیو میٹری اور الجبر اتو آپ ضرور جانتے ہوں گے؟"
مالاج نے کہا "حضور یہ نام میرے لیے بالکل نئے ہیں"

اب تمیرے صاحبزادے نے شوٹھ چھوڑا "مگر آپ نے جیو گرافی اور سزری تو پڑھی ہی ہو گی؟"
مالاج نے جواب دیا "سرکار یہ شہر کے نام ہیں یا آدمی کے؟"

مالاج کے اس جواب پر لڑکے اپنی بھی مضطہ کر کے اور انہوں نے قبہ لگایا۔ پھر انہوں نے پوچھا "جیسا

میاں تمہاری عمر کیا ہوگی؟ ” ملاح نے بتایا ” سب کوئی چالیس سال ” لڑکوں نے کہا ” آپ نے اپنی آدمی عمر برپا کی اور کچھ پڑھا لکھا نہیں ۔ ”

لاح بے چارہ خفیف سا ہو کر رہ گیا اور چپ سادھی ۔

قدرت کا تماثاد کیجئے کہ کشتی کچھ ہی دریگئی تھی کہ دریا میں طوفان آگیا، موجیں منہ پھیلائے ہوئے بڑھ رہی تھیں اور کشتی پچکو لے لے رہی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ اب ذوبیت ڈوبی۔ دریا کے سفر کا لڑکوں کا پہلا تجربہ تھا، ان کے اوسان خطا ہو گئے، چہرے پر ہوا نیاں اڑنے لگیں۔ اب جاہل ملاح کی باری آئی۔ اس نے بڑی سخیگی سے من بنانے کر پوچھا، بصیرات نے کون کون سے علم پڑھے ہیں؟

لڑکے اس بھولے بھالے جاہل ملاح کا مقصد نہیں سمجھ سکے اور کافی یاد رسمیں پڑھے ہوئے علوم کی بیسی فہرست گنانی شروع کر دی اور جب وہ یہ بھاری بھر کم اور مروعہ کن نام گنا پچکے تو اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا ”میک ہے، یہ سب تو پڑھا لیکن کیا جیرا کی بھی سمجھی ہے؟ اگر خدا غوات کشتی الٹ جائے تو کنارے کیسے ہٹکے سکو گے؟“ لڑکوں میں کوئی ہیرنا نہیں جانتا تھا، انہوں نے بہت افسوس کے ساتھ جواب دیا ”چچا جان سبکی ایک علم ہم سے رہ گیا تھا، ہم اسے نہیں سمجھ سکتے“

لڑکوں کا جواب سن کر ملاح زور سے پشاور کہا ” میاں میں نے تو اپنی آدمی عمر کھوئی مگر تم نے تو پوری عمر ڈبوئی اس لیے کہ اس طوفان میں تمہارا پڑھا لکھا کام نہ آئے گا، آج چیرا کی ہی تمہاری جان بچا سکتی ہے اور وہ تم جانتے ہی نہیں ۔ ”

آج بھی دنیا کے بڑے بڑے ترقی یافتہ ملکوں میں جو بظاہر دنیا کی قسمت کے مالک بننے ہوئے ہیں، صورت حال یہی ہے کہ زندگی کا سفینہ گرداب میں ہے، دریا کی موجیں خونخوار ہنگوں کی طرح منہ پھیلائے ہوئے بڑھ رہی ہیں، ساحل دور ہے اور خطرہ قریب، لیکن کشتی کے معزز و لاائق سواریوں کو سب کچھ آتا ہے مگر ملاحی کافن اور جیرا کی کا علم نہیں آتا۔ دوسرے لفظوں میں انہوں نے سب کچھ سیکھا ہے، لیکن بھلے مانسوں، شریف، خدا شناس اور انسانیت دوست انسانوں کی طرح زندگی گزارنے کافن نہیں سیکھا۔ اقبال نے اپنے ان اشعار میں اسی نازک صورت حال اور اس عجیب و غریب تضاد کی تصویر کھینچی ہے جس کا اس میوسیں صدی کا مہذب اور تعلیم یافتہ فرد بلکہ معاشرہ کا معاشرہ شکار ہے:

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزر گا ہوں کا
 اپنی حکمت کے خم دیچ میں الجھا ایسا
 آج تک فیصلہ نفع و ضرر کرنے سکا
 جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
 زندگی کی شب تاریک سحر کرنے سکا
 شریفانہ انسانی زندگی گزارنے کا بنیادی فن خدا تری، انسان دوستی، ضبط نفس کی بہت وصلاحیت، ذاتی مفاد پر
 اجتماعی مفاد کو ترجیح دینے کی عادت، انسانیت کا احترام، انسانی جان و مال، عزت و آبرو کے تحفظ کا جذبہ، حقوق کے
 مطالبه پر اداۓ فرض کو ترجیح، مظلوموں اور کمزوروں کی حمایت و حفاظت اور ظالموں اور طافتوں وردوں سے پنج آزمائی
 کا حوصل، ان انسانوں سے جود دلت وجاهت کے سوا کوئی جو ہر نہیں رکھتے، عدم هرگز بیت و بے خوبی، ہر موقع پر اور خود
 اپنی قوم، اپنی جماعت کے مقابلے میں کلد حق کہنے کی جرأت، اپنے اور پرانے کے معاملہ میں انصاف کی ترازوں کی
 تول، کسی داتا و بینا طافتوں کی نگرانی کا یقین اور اس کے سامنے جواب دی اور حساب کا کھکھا، سبی صحیح، خوشگوار و بے خطر
 اور کامیاب زندگی گزارنے کی بنیادی شرطیں اور ایک اچھے و خوش اسلوب معاشرہ اور ایک طاقتور و محفوظ و باعزت ملک
 کی حقیقی ضرورتیں اور اس کے تحفظ کی ضمانتیں ہیں۔ اس کی تعلیم اور اس کے لیے مناسب ماحول میبا کرنا داشت گا ہوں
 کا اولین فرض اور اس کا حصول تعلیم یا فتنش اور ملک کے داش وردوں کی پہلی ذمہ داری ہے، اور ہم کو اس جیسے تمام
 موقع پر دیکھنا چاہئے کہ اس کام کی تجھیں میں ہماری داش گا ہیں کتنی کامیاب اور ان کے سند یافت افراد و فضلاً کتنے
 قابل مبارک باد ہیں اور آئندہ ان مقاصد کے حصول اور تجھیں کے لیے ہم کیا عزم رکھتے ہیں، اور ہم نے کیا
 انتظامات ہو چے ہیں۔

آخر میں، میں پھر آپ کی عزت افزائی، اعتماد اور جذبہ محبت و احترام کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس کا آپ نے اپنے اس
 اقدام کی ٹھیک میں اظہار فرمایا ہے۔

شراب - انسان کی بدترین دشمن

شراب انسان کی بدترین دشمن ہے۔ اسی وجہ سے قرآن حکیم نے اس کو حرام قرار دیا اور لوگوں کو اس سے اجتناب کا حکم فرمایا۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ہے:

یَسْتَلُونُكُمْ عَنِ الْحَمْرِ وَالْمِسْرِ قُلْ
فِيهَا إِنَّمَا كَبِيرٌ وَمَسَاعِي النَّاسِ
مِنْ بَرِّ الْأَنَاهِ هُنَّ أَكْرَبُ مَنْ نَفَعَهُمَا
كُلُّ حَمْدٍ لِلَّهِ يَعْلَمُ مَا يَصْنَعُونَ
(البقرة، ۲۲۰)

سے بہت زیادہ ہے۔

دنیا میں صحت کے مشہور ماہر پروفیسر ہر ش (HIRSCH) نے اس موضوع پر کھنچی گئی اپنی کتاب میں کہا ہے: "شراب پر پابندی جو مہذب دنیا کا سب سے بڑا امک امر یک پندرہ سال بھک لا گوئے کر سکا، وہ اسلام نے گزشتہ چودہ صدیوں میں لا گوکر کر گئی ہے اور اس طریقے سے اس نے تہذیب و تمدن اور انسانیت کو بہت پہلے سے بچا رکھا ہے"۔

قرآن حکیم میں شراب پر پابندی تین مقامات پر آئی ہے۔ ان میں سے ایک سورہ بقرہ ہے جس میں سے اور کی آیت نقل کی گئی ہے۔ دوسرا مقام جو شراب کی پابندی سے متعلق ہے، وہ سورۃ النساء کی آیت ۳۲ ہے اور تیسرا جگہ یہ پابندی سورۃ المائدہ آیت ۹۱، ۹۰ میں بیان کی گئی ہے۔ بعض مفسرین کے نزدیک شراب پر پابندی قرآن حکیم میں تہذیب نافذ ہوئی جب کہ بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ تینوں مقامات بنیادی طور پر ایک دوسرے سے مختلف نہیں ہیں۔

اگرچہ بظاہر ان کے بیانات الگ الگ محسوس ہوتے ہیں، لیکن دراصل معنی کے نقطہ نظر سے ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ان تینوں سورتوں میں اپنے اپنے انداز میں شراب پر پابندی ہی لکائی گئی ہے البتہ شراب سے پیدا ہونے والے خطرات اور نقصانات کو الگ الگ انداز اور طریقوں سے بیان کیا گیا ہے۔ سورۃ النساء میں دس دلیلوں سے شراب کو حرام کیا گیا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اس کی نفرت جنم جائے۔ چنانچہ فرمایا:

اے ایمان والوا شراب، جواہ، بتوں کے چڑھاؤں
کی جگہ اور قال نکالنے والے تیرنا پاک اور شیطانی
کاموں میں سے ہیں، ان سے پچھتا کر تم فلاح
پاو۔ شیطان صرف یہ چاہتا ہے کہ وہ شراب اور
جوئے کی وجہ سے تمہارے مائین بغض و عداوت
پیدا کر دے اور حبھیں اللہ کے ذکر اور نماز سے
روک دے۔ پس کیا تم بازار آنے والے ہو؟

بِ اَيْهَا الَّذِينَ آمَنُوا اِنَّمَا الْحُمْرَ
وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَلَّازِلَامُ رَحْسُ
مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَأَحْتَسِبُوهُ لِعْلَكُمْ
تَفْلِحُونَ - اَنَّمَا يَرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يَوْقَعَ
بِيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَعْضَاءُ فِي الْخَمْرِ
وَالْمَيْسِرِ وَيَصْدِكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ
الصَّلَاةِ فَهُلْ اَنْتُمْ مُتَهْوِنُونَ

(المائدہ: ۹۰، ۹۱)

اس آیت میں درج ذیل دس دلائل سے شراب کی حرمت کو بیان کیا گیا ہے:

- ۱۔ شراب کا ذکر جوئے، انصاب اور ازلام کے ساتھ کیا۔ یہ تینوں چیزوں پر نکلہ حرام ہیں لہذا شراب بھی حرام ہے۔
- ۲۔ شراب نوشی کو رحیم (نما پاک) کہا گیا اور ہر نما پاک شے حرام ہے۔
- ۳۔ شراب نوشی کو شیطانی کام فرمایا اور ہر شیطانی کام حرام ہے۔
- ۴۔ شراب نوشی سے ابھت کا حکم فرمایا لہذا ابھت فرض و واجب اور اس کا ارتکاب حرام ہوا۔
- ۵۔ آخرت و دنیا کی کامیابی اور فلاح کو شراب سے ابھت پر منحصر کیا لہذا ارتکاب حرام ہوا۔
- ۶۔ شراب کو شیطان کی طرف سے عداوت کا سبب قرار دیا اور حرام کا سبب بھی حرام ہوتا ہے۔
- ۷۔ شراب کی وجہ سے شیطان بغض پیدا کرتا ہے اور بغض حرام ہے۔
- ۸۔ شراب اللہ کے ذکر سے روکنے کا سبب بنتی ہے اور اللہ کے ذکر سے روکنا حرام ہے۔
- ۹۔ شراب نماز سے روکتی ہے اور نماز سے روکنا حرام ہے۔
- ۱۰۔ اللہ تعالیٰ نے انبیائی میغ ممانعت فرماتے ہوئے استغہاماً فرمایا ہے: "تو کیا تم شراب نوشی سے باز آنے والے ہو؟"

سیدہ بردیہؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مجلس میں میٹھے شراب پی رہے تھے۔ اس وقت شراب پینا حلال تھا۔ اچانک میں اخھا اور سرکار دعا المکملۃ کی خدمت القدس میں حاضر ہوا اور آپ کو سلام عرض کیا۔ اس وقت شراب کی حرمت کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے آخر میں تھا کہ "کیا تم بازار آنے والے ہو؟" میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور ان کو یہ دو آیات سنائیں۔ بعض کے باتھ میں شراب کا پیاں تھا جس سے انہوں نے شراب پی لی تھی اور بعض کی

شراب بھی برتن میں موجود تھی۔ انہوں نے پیا لے میں شراب زمین پر اٹھیں دی اور کہنے لگے: "اے ہمارے رب! ہم بازا آگئے"

(تفسیر طبری ج ۷، ص ۲۷۲۔ السنن الکبیری للبیهقی ج ۸، ص ۲۸۵۔ المسند رک للحاکم ج ۱، ص ۱۳۱)

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن حکیم میں ان تینوں سورتوں میں مختلف انداز سے شراب نوشی سے روکا گیا اور اس کی حرمت کو بیان کیا گیا ہے کیونکہ اسلام میں ہر ہنپاک اور حرام شے سے مسلمانوں کو روکا گیا ہے۔

احادیث نبویہ میں شراب کی مذمت اور وعید

ای طرح سرکار دو عالم ﷺ نے بھی شراب کے بارے میں بڑی وعیدیں سنائی ہیں جن میں سے چند حصے ذیل میں:

۱۔ سیدنا ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "زن کرتے وقت زانی میں ایمان کامل نہیں ہوتا اور شراب پیتے وقت شرانی میں ایمان کامل نہیں ہوتا اور چوری کرتے وقت چوری میں ایمان کامل نہیں ہوتا" (بخاری ج ۲، ص ۸۳۶۔ سنائی، حدیث نمبر ۵۶۷۔ مسلم، حدیث نمبر ۱۰۱)

۲۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آقائے وجہا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جس نے دنیا میں شراب لی، وہ آخرت میں (جنت کی شراب طہور) سے محروم رہے گا" (بخاری ج ۲، ص ۸۳۶)

۳۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ بن العاصؓ میان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سن کہ "جس شخص نے شراب لی، چالیس روز تک اس کی تو بے قبول نہیں ہوتی۔ پھر اگر وہ تو بے کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی تو بے قبول کر لیتا ہے۔ پھر اگر وہ دبارہ شراب پیے تو اللہ تعالیٰ پھر چالیس روز تک اس کی تو بے قبول نہیں فرماتے۔ پھر اگر وہ تو بے کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی تو بے قبول کر لیتے ہیں۔ پھر اگر وہ شراب پیے تو اللہ پر حنق ہے کہ وہ اس کو دو زخمیوں کی چیپ پہائے۔" (سنائی، حدیث نمبر ۵۶۸۶۔ ابن ماجہ، حدیث نمبر ۲۷۷)

۴۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ بن العاصؓ سے ایک اور روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اسان جتلانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا، نہ والدین کا تافرمان اور نہ شراب کا پینے والا" (سنائی، حدیث نمبر ۵۶۸۸)

۵۔ سیدنا ابو مالک اشترؓ فرماتے ہیں کہ سید دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "عنقریب میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا، رشم، شراب اور آلات موسمی کو حلال کہیں گے۔ اور عنقریب کچھ لوگ پہاڑ کے دامن میں رہیں گے۔ جب رات کو وہ اپنے جانوروں کا ریوڑ لے کر واپس لوئیں گے اور ان کے پاس کوئی فقیر اپنی حاجت

لے کر آئے گا تو وہ اس سے تکن گے، بلکہ آتا۔ اللہ تعالیٰ پھر اگر کران کو بہلک کر دے گا۔ اور دوسرا سے لوگوں یعنی زہ، شراب اور آلات موسیقی کو حلال کہنے والوں کو منع کر کے قیامت کے روز بندرا اور سورہ بنادے گا" (بخاری، ج ۲، ص ۸۳۷)

۶۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے شراب پر اعنت فرمائی ہے، اور شراب پینے والے پر، شراب پلانے والے پر، شراب فروخت کرنے والے پر، شراب خریدنے والے پر، شراب کو انگوروں سے نجھڑنے والے پر، اس کو بنانے والے پر، اس کو لادنے والے پر اور اس پر بھی جس کے پاس لا اد کر لے جائی جائے" (سنن ابی داؤد، ج ۲، ص ۱۹۱)

۷۔ سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "ہر وہ شے جو عقل کو ڈھانپ لے، وہ شراب ہے اور ہر نش آور شے حرام ہے۔ اور جو شخص نے کسی نشا اور شے کو پیا، اس کی چالیس روز کی نماز ہیں ناقص ہو جائیں گی اور اگر توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا اور اگر اس نے چوتھی بار شراب پی تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو حصہ الحیال سے پلانے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ حصہ الحیال کیا ہے؟ آپ نے فرمایا "دو زخیروں کی پیپ۔" (ابوداؤد، ج ۲، ص ۱۹۲)

۸۔ عمرو بن رومیؓ بیان کرتے ہیں کہ ابن الدینی سوار ہو کر سیدنا عبد اللہ بن عمر و بن العاصؓ کی خاش میں گئے۔ جب ان کے پاس پہنچے تو کہا "اے عبد اللہ بن عمرو، کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے شراب کے بارے میں کچھ سنائے؟ انہوں نے فرمایا "ہا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنائے کہ میری امت میں سے جو شخص شراب پیے گا، اللہ تعالیٰ اس کی چالیس روز کی نماز ہیں قبول نہیں فرمائے گا" (سنن نسائی، حدیث نمبر ۵۶۸۰ - سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۳۳۷)

۹۔ سیدنا معاذؓ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "جو شخص شراب پیے، اس کو کوڑے مارو۔ اگر وہ چوتھی دفعہ پے تو اس کو قتل کر دو" (ترمذی ص ۲۲۸)

۱۰۔ سیدنا عثمانؓ فرماتے ہیں کہ شراب سے ابھتانا کرو۔ یہ تمام گناہوں کی اصل ہے۔ تم سے پہلی اموتوں میں ایک شخص جو نبیت عبادت گزار تھا، اس پر ایک بدکار عورت فرنیتہ ہو گئی۔ اس نے اپنی لونگی بھیج کر اس کو کسی بھانے سے بدلایا۔ جب وہ عبادت گزار شخص اس کے پاس پہنچا تو اس نے دروازہ بند کر دیا۔ اس نے دیکھا کہ باباں ایک سینہ و چیل عورت ہے، ایک بڑا کاہے اور ایک شراب کا برتن ہے۔ اس بدکار عورت نے اس سے کہا: "خدا کی قسم میں نے تم کو گواہی کے لیے نہیں بدلایا بلکہ اس لیے بدلایا ہے کہ تم میری خواہش نفس پوری کر دیا اس شراب کو بیوی اس

لڑ کے کو قتل کر دو۔“ اس عادہ نے (شراب کو کم تر گناہ بھجتے ہوئے) کہا: مجھے اس شراب سے ایک پیالہ پلا دو۔ اس عورت نے اس کو ایک پیالہ شراب پلا لی۔ اس نے کہا، اور پلا دو۔ (ایسی شراب کی مہوشی میں) پھر اس نے اس عورت سے بدکاری کی اور اس لڑکے کو بھی قتل کر دیا۔ سوتھ شراب سے ابھت کر دیا کہ خدا کی قسم! شراب نوشی کے ساتھ ایمان یا قیمتی نہیں رہتا” (سنن نسائی، حدیث نمبر ۵۶۸۲)

ان احادیث کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں جن میں شراب نوشی پر وعید بیان کی گئی ہے، لیکن طوالت کے خوف سے ان کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

شراب کے نقصانات

سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۱۹ میں بطور خاص شراب کی خرابیاں مادی اور روحانی پہلو سے بھی بیان کی گئی ہیں کیونکہ قرآن حکیم نے نفع کے مقابلہ میں نقصان کا فقط استعمال نہیں فرمایا بلکہ ائمہ کا لفظ استعمال کیا جس سے بتاتا یہ مقصود تھا کہ اگرچہ دنیوی طور پر تم لوگوں کو اس کے کچھ فوائد نظر آئیں لیکن یاد کرو اللہ تعالیٰ کے ہاں شراب نوشی کا گناہ اس قدر زیادہ ہے کہ یہ دنیوی فوائد اس کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ لیکن اگر شراب نوشی کا سامنی علم کے ناظر میں جائزہ لیا جائے تو اس کے نقصانات بہت زیادہ ہیں جن میں سے چند ایک کو بیہاں بیان کیا جاتا ہے۔

اس سے پہلے کہ انسانی صحت پر شراب کے زہر لیے اثرات کا پوری طرح سے جائزہ لیا جائے، ہمیں اس کے کیمیا دی اجزا کے متعلق تھوڑا اس اور اک حاصل کرنا چاہئے۔

علم کیمیا (Chemistry) کی رو سے ہمیں یہ معلوم ہے کہ الکھل اشیا، خاص طور پر چربی کو، گلائے یا حل کرنے کے لیے ایک طاقتور محلوں ہے۔ غذائی اصطلاحات میں یہ حل کرنے والی چیز نہیں بلکہ توڑ پھوڑ کے عمل پر منحصر ہے۔ دوسرے لغتوں میں جیادہ خواراک یعنی شکر کو بیکھیر بیا جراائم کے ذریعے سے ہضم کرنے کے سلسلہ میں پیدا ہونے والی یہ ایک کیمیا دی خواراک (Biproduct) ہے۔ ان وجہات کی بنا پر شراب انسانی جسم کے لیے ایک نقصان دہ کیمیکل تسلیم کیا گیا ہے اور انسانی جگہ اس کو فراتور دیتا ہے یعنی اس کی زبردستی کو ختم کرنے میں لگ جاتا ہے۔ اس عمل کو Deoxygenated کہتے ہیں۔ چنانچہ شراب یا الکھل کی یقیناً کوئی غذائی اہمیت نہیں ہے جس کا دعویٰ اس کے رسیا اکثر و پیش کرتے ہیں۔ جب یہ جسم کے اندر پہنچتی ہے تو دوسری ہر قسم کی خواراک کے عکس کنٹرول سے باہر خامروں کی تبدیلی Metabolized یا ہضم ہو جاتی ہے۔ صرف یہی ایک ظاہری فائدہ اس آیت کریمہ میں بتایا گیا ہے۔ شراب یا الکھل کیا اثرات ڈالتی ہے، اس کو ذیل میں ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

نظام ہضم پر شراب کے اثرات

شراب کا سب سے پہلا برادر منہ سے شروع ہوتا ہے۔ عام طور پر منہ کے اندر ایک خاص قسم کا زندہ ماحول (Flora) ہوتا ہے جو ایک لحاب کی صورت میں ہے۔ نقصان دہ جراثیم کے لیے اس ماحول میں زندہ رہ جانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ مگر چونکہ شراب کی وجہ سے اس ماحول کی شدت اور قوت بتدریج کم ہوتی جاتی ہے، اس لیے اس کا نتیجہ مسوڑھوں میں زخم (Inflection) اور سوجن کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ شراب کے عادی لوگوں کے دانت نہایت تیزی سے خراب اور فرسودہ ہو جاتے ہیں۔

منہ کے بعد گلے اور خوراک کی ہالی (Esophagus) کی باری آتی ہے۔ یہ دونوں ایک درسے سے متعلق ہوتے ہیں۔ یہ نہایت مشکل کام سر انجام دیتے ہیں اور ان پر نہایت حساس استر (Mucous Membrane) کی تہہ ہوتی ہے۔ شراب کے اثر سے اس حساس تہہ پر برادر پڑتا ہے اور جلن کا باعث ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان دونوں اعضا کے اندر ضعف پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے اور اکثر اوقات یہ اعضا سرطان (Cancer) کا شکار ہو جاتے ہیں۔ دراصل وہ ادارے جو سرطان جیسے موزی مرض کے خلاف جنگ میں مصروف ہیں، ۱۹۸۰ء کے بعد سے شراب کے خلاف دور رسالہ اقدامات کر رہے ہیں۔

یہ بات توہنخ ص کے علم میں ہے کہ شراب کی وجہ سے معدے کی خطرناک بیماریاں مثلاً Gastritis پیدا ہوتی ہیں۔ یہ اس لیے ہوتا ہے کہ یہ خون میں موجود لائپید (Lipid) جو ایک خاص قسم کی چربی ہوتی ہے، اس کے استعمال سے تخلیل ہو جاتی ہے۔ یہ لائپید ایک طرح کی خاصیت تہہ میا کرتا ہے جس پر تیزابیت یعنی باقاعدہ دوکوڑک اینڈ کا نقصان دہ اثر نہیں ہوتا۔ اسی تہہ کی وجہ سے معدہ خود اپنے آپ کو ختم نہیں کر سکتا۔ اگرچہ فی الحال یہ پوری طرح ثابت نہیں ہوا کہ جس طرح شراب گلے اور پینے کی نالی میں سرطان کا باعث ہوتی ہے، معدے کے معاملے میں بھی ایسا یہی اس خیال کو تقویت حاصل ہوتی جا رہی ہے کہ معدے کے کئی سریں بھی شراب کی کارستانی ہوتی ہے۔

شراب کا سب سے زیادہ نقصان دہ اشبارہ ٹکٹی آنت (Dudenum) پر ہوتا ہے۔ اس جگہ نہایت نازک کیسی الی اثرات وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ شراب اس کی اس خاصیت کو متاثر کرتی ہے جو خصوص ہاضم لحاب خارج کرنے کی صلاحیت سے تعلق رکھتی ہے اور اس کی کیسی الی حسیت پر اثر انداز ہوتی ہے۔ ہاضم کے لیے اس اہم راستے کی جاہی کے بعد شراب جگہ سے پیدا ہونے والے ہاضم لحاب (Bile) کے اخراج پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ تمام شرابیوں کی بارہ ٹکٹی آنت اور پت کی جملی بیویش بیماری کا شکار ہوتی ہیں یا ان کا کام اکثر سچھ بھی نہیں ہوتا۔ یہ حالات ہر شرابی کو گیس اور بدہنسی کے ذریعہ مصیبت میں ڈالے رکھتی ہے۔ معدے کی یہ تکالیف آنوس پر بھی اثر انداز ہوتی

ہیں۔ چنانچہ نظامِ ہضم کے کمپیوٹر کی طرح کام کرنے والے نظام کی حسن ترتیب اور ہم آئندگی تباہ و بر باد ہو جاتی ہے۔ اگرچہ ایک صحیح منداشتی جسم ہراس شے کو ہضم کر لیتا ہے جس کی اسے ضرورت ہوتی ہے، یہ نظامِ ہضم کو خاص قسم کی بدایات جاری کرنے سے ہوتا ہے، مگر زیادہ اور مستقل طور پر شراب پینے والوں کے معاملہ میں یہ کشودل یک قلم ختم ہو جاتا ہے اور ہضم کرنے کا عمل بلا روک نوک اور بغیر کسی تمیز کے جاری رہتا ہے۔ اس کا نتیجہ موٹاپے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اس لیے کہ بے تحاشا ہضم اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کر سکتا کہ خلیوں کی درمیانی جگہ (Interstices) میں چبی کا ذخیرہ کرنا شروع کر دے۔ درحقیقت چبی کی یہ کثیر مقدار دل کے پھونوں کے نظام پر مایکارڈک ٹیشو (Myo Cardic Tissue) پر چھا جاتی ہے اور اس طرح دل کی خطرناک قسم کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

شراب کا سب سے زیادہ خراب اثر جگر (Liver) پر ہوتا ہے۔ انسانی جگروہ حساس لیبارٹری ہے جو شراب کے ہر ایک چھوٹے سے چھوٹے سالے کوز ہر کی طرح محسوس کرتا ہے۔ جگر پر شراب کا اثر دو طرح سے ہوتا ہے۔

- ۱۔ شراب خوری کی صورت میں جگر کے خلیے (Cells) انکھل ختم کرنے کی ذمہ داری میں پوری طرح مصروف ہو جاتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے دسرے کاموں کو یکسر نظر انداز کر دیتے ہیں۔

- ۲۔ جگر کے کیساوی عمل جو ایک سے ایک بڑھ کر حساس ہوتے ہیں، شراب کے بلا روک نوک اثر کے تحت در ہم بر ہم ہو جاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جگر کو ایک ہی عمل بار بار دہراتا پڑتا ہے اور اس طرح بے نہاہ مسلسل اور بلا ضرورت محنت اور مشقت سے جگر کو کمزوری اور ضعف واقع ہو جاتا ہے۔

یہ اثرات جگر کے لیے خطرناک نتائج پیدا کرتے ہیں۔ ان اثرات میں زیادہ مشہور جگر کا سکرنا (Cirrhosis) ہوتا ہے جو اس کا زندہ ثبوت ہوتا ہے کہ جگر کی بر بادی مکمل ہو چکی ہے۔ زیادہ خطرناک ممکنات میں یہ بھی ہے کہ شراب کا استعمال ایک ایک کر کے جگر کے تمام فلبوں کو تباہ کر دے۔

ان فلبوں میں سے پہلا فل وہ ہے جس میں جگران اجزا کو پیدا کرتا ہے جس سے خون کا عمل ظہور پذیر ہوتا ہے۔ چونکہ جگران اجزا کو پیدا نہیں کر سکتا یا اس کی پیداوار بہت زیادہ کم ہو جاتی ہے، اس وجہ سے تمام عادی شرابی اندر سے کمزور (Anaemic) ہوتے ہیں لیکن ان میں خون کی کمی ہوتی ہے۔ اگرچہ ان کے چہرے خون کی تالیوں کے بڑھنے یا کھلنے کی وجہ سے تدرست اور تنفس نظر آتے ہیں لیکن ان کی بڈیوں کے گودے (Bone Marrow) تباہ ہو چکے ہوتے ہیں لیعنی درحقیقت خون کی پیداوار کا عمل ختم یا بے حد کم ہو چکا ہوتا ہے۔

مزید برآں جگر کی وہ طاقت جس کی وجہ سے جسمانی تحفظ کے اعضا جیسے مختلف قسم کے گلوبلین بالخصوص ایمینو

گلوبولین (Immuno Globulin) بننے ہیں، شرایبوں میں خطرناک حد تک کم ہو جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان لوگوں میں بیماریوں کے خلاف مدافعت کم سے کم ہو جاتی ہے۔ یہ ذہن میں رہے کہ گلوبولین نعمیات کے وہ گردہ ہوتے ہیں جو معدنی نمکیات کے بلکہ مخلوقوں میں حل پذیر ہوتے ہیں۔ یہ خون کے سرخ خلیوں میں پائے جاتے ہیں اور حدت کو جذب کرتے ہیں۔

شراب بعض اوقات جگہ فصل کے اچانک رک جانے کی وجہ بھی بن جاتی ہے۔ اس صورت میں ایک شرابی بے ہوشی کے عالم ہی میں سر جاتا ہے۔ اسے جگر کا دیوالیہ پرکھا (Liver Bankruptcy) کہتے ہیں۔ جگر کے سلسلے میں ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی جس میں اس پر شراب کے نقصان وہ اثرات کا ثبوت نہ ملتا ہو۔ اس تکشی کو میں اس سے زیادہ شدت سے ہیان نہیں کر سکتا۔

شراب کا دوران خون پر اثر

دوران خون پر شراب کا اثر دو طرح سے ہوتا ہے۔ ایک تو جگر پر اثر کے ذریعے بالواسطہ ہوتا ہے۔ دوسرا دل کی بافتوں پر، جنہیں میوکارڈ ایپ نیشو (Myo Cardic Tissue) کہتے ہیں، بالا واسطہ اثر کے ذریعے۔ جگر جو خون میں چربی کی مقدار کو تخلیل کرنے میں سب سے اہم روٹ ادا کرتا ہے، اس میں ضعف اور خرابی پیدا ہو جاتی ہے جس کے نتیجے میں خون لے جانے والی نیس سخت ہو جاتی ہیں جس سے Arteriosclerosis کہتے ہیں۔ اس سے فشار خون یعنی بلند پریشنا (Hypertension) کا عارضہ لاحق ہو جاتا ہے۔ دوسرا طرف الکوھل کے تیزی سے جمل جانے کے عمل سے خون کے بہاؤ کے مخصوص طریق میں، جسے ہم خون کے بہاؤ کی رفتار کہتے ہیں، گزبر ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ سے دل کی تحکام واقع ہو جاتی ہے۔ مزید برآں شراب کی وجہ سے دل میں چربی کے ذرات بچ ہو جاتے ہیں اور اعصابی نظام پر نقصان وہ اثرات کے ذریعہ دل کے عمل میں خلل اندازی واقع ہو جاتی ہے۔ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ عادی شرابی بالآخریا تو جگر کے فعل میں خلل (Cirrhosis) کی وجہ سے یا ہارت فل ہونے کی وجہ سے اپنے خاتمے کو پہنچتے ہیں۔

وہ شخص جو دل کے عارض میں جاتا ہو، اس کے لیے شراب کا ایک قدرہ لینا بھی ایسے ہے جیسے اسے اپنی زندگی کی کوئی پروانیں اور نہ سے اپنے جسم کے کسی عضو کے نقصان کی پرداز ہے۔ شراب کے رسایا کچھ لوگوں کے یہ بھی خیالات ہیں کہ تھوڑی اور مناسب مقدار میں شراب پینے سے دل کے تنفس یا دورے میں افاقہ ہوتا ہے۔ یہ بادی انفرا میں شراب کے فائدہ میں سے ایک نظر آتا ہے لیکن سائنسی طور پر اس خیال کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ اگرچہ طبی تحریروں اور کتابوں میں اس قسم کی کوئی تجویز موجود نہیں ہے لیکن بد نصیتی سے بہت سے ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اس کے

بعس سوچتے یا محسوس کرتے ہیں۔

انسانی گردے جنمیں دورانِ خون کے نظام کا آخری مقام سمجھا جاتا ہے، ان کو بھی شراب کے استعمال سے سخت نقصان پہنچتا ہے۔ اس لیے کہ گردے انتہائی حساس کیسا وی جو ہر کے ملاپ (Valence) کے مقام پر چلنی کا کام دیتے ہیں لیکن شراب (الکھل) اس نازک عمل کو بھی دولا کر دیتی ہے۔ یہ ایک سلم حقیقت ہے کہ وہ شرains جن میں الکھل کی مقدار کم ہوتی ہے، گردوں کے لیے زیادہ نقصان دہ ہوتی ہیں چنانچہ زیادہ مقدار میں Beer پینے والوں کے گردے اکثر خراب ہوتے ہیں۔

لمف والے (Lymphatic) نظام کی انسانی جسم میں بے حد اہمیت ہے۔ اس نظام کی خون والی ٹالیاں شراب کے ہاتھوں ناقابل علاج نقصان اٹھاتی ہیں اس لیے کہ چربی والے نامیاتی مرکب لائپید (Lipid) کا اس نظام میں ایک بہت اہم مقام ہوتا ہے۔ شراب کا نقصان دہ اثر اجیر ان کن حد تک اس حفاظت بھیم پہنچانے والے نظام کو برپا کر دیتا ہے۔ اگر اشتعال نے، جیسا کہ مختلف آیات میں فرمایا گیا ہے، اپنی خصوصی عنایات کے ذریعہ انسانی زندگی کو حفاظت کے دگر طریقوں سے گھیرا ہوا نہ رہتا تو ہمیں مزید صراحت سے ظراً تاکہ شراب کس قدر نقصان دہ ہو سکتی ہے۔

اعصابی نظام پر شراب کا اثر

شراب عصبی غلیوں کی اس باریک جملی میں داخل ہو جاتی ہے جو نامیاتی چربی جیسے مرکب یعنی لائپید کی حفاظت میں ہوتی ہے۔ اس طرح اس نظام کے برقی رابطہ (Electrical Communication) میں خلل اندازی کرتی ہے۔ یہ خراب اثر و مختلف ذریعوں سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کا پہلا اثر نئے کے اچانک جملے کی صورت میں ہوتا ہے لیکن اس کا دیر پا اثر بہت ہی خطرناک ہوتا ہے۔ شراب اعصابی نظام کو روز بروز نقصان پہنچاتی ہے جس سے کئی اقسام کی یماریاں لگانا شروع ہو جاتی ہیں۔ مزید برآں اگرچہ شروع شروع میں شراب کا خراب اثر معمولی یا غیر واضح بھی ہو، تب بھی اس کے دیر پا خراب اثرات شروع ہی سے مرتب ہوتے رہتے ہیں چنانچہ کچھ لوگوں کے یہ دعوے کہ ”مجھے تو شراب سے نہیں ہوتا یا مجھ پر شراب کا اثر نہیں ہوتا“، محض طفل تسلی اور خود فرضی ہے۔

شراب کے برے اثرات جوانی میں اور بطور خاص بچپن میں بے حد زیادہ ہوتے ہیں۔ عام طور پر یہ نظام لعاب پیدا کر کے فاسد مادوں کو جسم سے ایک بدرجیسے عمل سے نکالنے کا کام کرتا ہے۔ معلوم یماریوں جیسے نہیں (Tremen)، پلینوریٹس (Plyneuritis) اور کورساؤف کے مجموعہ علامات (Delirium)، کچپی (Tremen) شراب کے اثرات بد کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ اس کا نہایت بر اثر اعصابی نظام کے مراکز پر ناقابل علاج حد تک ہوتا ہے۔ الفاظ کا بخوبی (Amnesia) اور ہاتھوں کا رعشہ اس اعصابی نقصان کی

علمات ہوئی ہیں۔

شراب جس میں چے بی کچلانے کی صلاحیت ہوتی ہے، تجھیقی خلیوں (Reproductive Cells) میں داخل ہو کر ان کو بے حد نقصان پہنچاتی ہے۔ اس کی عام فہریم مثالوں میں بینی نسل کی ذہانت میں کمی اور ناقص بالیدگی (Dystrophy) شامل ہیں۔ بہت سے مطابع جات اور سروے یہ حقیقت مکشف کرتے جا رہے ہیں کہ وہی طور پر غذی بچوں کے والدین اکثر دیشتر شدید قسم کی شراب نوشی کرتے تھے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ شراب عورت کے قوم (Ovum) اور بیضے حیات (Egg-cell) کے خلیے کو بہت آسانی سے نقصان پہنچاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ شرابی ماؤں کے پیچے اکثر سورودی طور پر دماغی یا قلبی صدمے (Shock) یا جھٹکے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ شرابی باپ کی طرف سے ایسے واقعات کی تعداد میں فی صد سے زیادہ تک ہوتی ہے۔

شراب کے معاشر لے پر اثرات

یہ حقیقت بار بار ثابت ہو چکی ہے کہ شراب کس طرح معاشرتی تعلقات اور استحکام پر اثر انداز ہوتی ہے۔

شراب سے معاشرے پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں، وہ حسب ذیل ہیں:

- ۱۔ شرابیوں میں زور رنجی یا غصے کے فوری حلے ان کو معاشرے میں لا تعداد تنازعات میں الجھائے رکھتے ہیں۔
- ۲۔ لا تعداد متواتر طلاقیں معاشرے کے بینادی ڈھانچے کو بلا کر رکھ دیتی ہیں اور پچھا۔ مجرمانہ ذہنیت کے حامل بچوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے تمام معاشرہ خطرناک حد تک متاثر ہوتا ہے۔
- ۳۔ مختلف قسم کے کام کرنے والے مزدوروں اور کارگروں پر شراب کی وجہ سے بے دلی اور کامیل کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح ان کی کارکردگی اور مہارت پر براثر پڑتا ہے جس کا آخری نقصان معاشرے کو پہنچتا ہے۔
- ۴۔ شراب کی وجہ سے انسانوں میں ایک دوسرے کی طرف غیر ہمدردی کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قومی تظہر، معاشرتی اتحاد اور معاشرتی مسائل کے خلاف جہاد کا جذبہ مکمل طور پر ختم ہو جاتا ہے۔ اور پرہیان کیے گئے چار قسم کے مسائل نے مغربی معاشرت والوں کو اس قدر فکر مند کر رکھا ہے کہ انہوں نے بارہا اپنی اپنی حکومتوں کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے کہ اگر شراب کا استعمال اسی طرح بڑھتا رہا تو ان ملکوں میں قومی جذبہ بالکل ختم ہو جائے گا۔

قرآن حکیم نے اس مسئلہ کی توجیہ کر دی ہے جس کے لیے کسی معاشرے اور کسی داش ور میں اتنی ہستہ نہ تھی کہ اس مسئلہ کو اس طرح دلوں کی طریقے سے حل کرنا یعنی شراب نوشی کا یہ مسئلہ ان معاشروں کی بینادوں کو آہستہ آہستہ گھمن کی طرح چاٹ رہا ہے جب کہ اللہ کے حکم نے ہمارے معاشرے کو صدوں سے اس مصیبت سے دور رکھا ہے۔

فقہ اسلامی کے ما آخذ قرآن مجید کی روشنی میں

قرآن مجید دین کا بنیادی مأخذ ہے۔ چنانچہ وہ جہاں دین کے بنیادی احکام بیان کرتا ہے، وہاں ان دونوں مآخذ کی طرف بھی رہنمائی کرتا ہے جن کی مدد سے عملی زندگی کے مختلف مسائل کے حل کے لیے ایک مفصل ضابط تشكیل دیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ فقہ اسلامی کے تمام بنیادی مآخذ کا ثبوت خود قرآن مجید سے ملتا ہے۔ فقہ اسلامی کے مآخذ دو طرح کے ہیں: نطقی اور عقلی۔ نطقی مآخذ میں قرآن کے علاوہ سنت، اجماع اور سابقہ شریعتیں شامل ہیں، جبکہ عقلی مآخذ کے تحت قیاس، مصالح مرسل، سد ذرائع، عرف اور استصحاب حال زیر بحث آتے ہیں۔

سنت

قرآن مجید نہایت واضح طور پر سنت کو دین کا مأخذ قرار دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی زمدادی محض یہ تبیین تھی کہ آپ کتاب اللہ کو پہنچا دیں بلکہ اس کی تبیین اور اس کے احکام کی تشریع بھی آپ کے فرائض منصی میں شامل تھی۔ چنانچہ ارشاد ہے:

يَقِيْنُ اللَّهِ تَنْزَهُ مِنْ مَا يُنْبَئُونَ بِإِنَّمَا يُمْلِكُ رَسُولُ اللَّهِ الْجَنَاحَ كَمَا يَرِيدُ
بِإِنَّ حَسَانَ كَيْا جَوَأَنْبَيْسَ اللَّهُ كَيْ آيَاتَ پُرَجَّلَ كَرَشَّاتَ،
وَإِنَّمَا كَيْا كَيْا وَبَكْتَ كَيْ تَعْلِيمَ دِيَاجَا وَرَأْنَ كَا تَرِيْكَ
كَرَتَاهَ۔ (۱)

لَقَدْ مِنَ اللَّهِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَذْ بَعْثَ
فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنفُسِهِمْ يَتَلَوَّ عَلَيْهِمْ
آيَاتَهُ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيَعْلَمُهُمُ الْكِتَابَ
وَالْحُكْمَ

سورة نحل میں ہے:

أَوْهُمْ نَے آپ پر یہ کتاب نازل کی جو ایک
یاد ہانی ہے تاکہ آپ لوگوں کے لیے اس کی تبیین
کریں۔ (۲)

وَإِنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتَبْيَنَ لِلنَّاسِ مَا
نَزَّلْنَا إِلَيْهِمْ

قرآن مجید و اشکاف انداز میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو ایمان کی بنیاد قرار دیتا اور آپ کی اتباع کو لازم قرار دیتا ہے۔ سورۃ النساء میں ارشاد ہے:

اَسَے اِيمَانُ وَالْوَلَى وَالنِّكَارِ اِسَ کے رسول کی اور اپنے اہل حُل و عقد کی اطاعت کرو۔ اگر کسی بات میں تمہارا پاہم اختلاف ہو جائے تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور آنحضرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ (۳)

بِاِيمَانِ الَّذِينَ آمَنُوا اطْبِعُوا اللَّهَ وَاطْبِعُوا الرَّسُولَ وَأوْلَى الْامْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرْدُوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولُ إِنْ كَتَمْتُمْ تَوْصِيَةَ اللَّهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَعْلَمُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَعْلَمُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَعْلَمُ

سورۃ النساء میں ہے:

آپ کے رب کی حکومت، یہ ایمان و اسلئہ نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپ کو اپنے باہمی تباہات میں حکم تسلیم نہ کر لیں اور پھر آپ جو بھی فیصلہ کر لیں، اس سے دل میں ذرا بھی عجیب گھوس نہ کر لیں اور اس کو پوری طرح تسلیم کر لیں۔ (۴)

فَلَا وَرِبَّ لَيْلَ مِنْهُ حَتَّى يَحْكُمُكُ فِي مَا شَجَرَ بِنَهْمٍ ثُمَّ لَا يَحْدُو إِلَيْهِ اَنْفُسَهُمْ حَرْجاً مَا قَضَيْتُ وَيَسِّرْ لَهُمْ تَسْلِيْمًا

سورۃ النور میں ہے:

تو وہ لوگ جو رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں، اس بات سے ذریں کہ ان پر کوئی آزمائش آن پڑے یا ایک دردناک عذاب ان کو اپنی گرفت میں لے لے۔ (۵)

فَلِيَحْذِرُ الَّذِينَ يَخْالِقُونَ عَنْ أَمْرِهِ إِنْ تَصْبِيْهُمْ فَتْنَةٌ أَوْ يَصِيْبُهُمْ عَذَابٌ أَيْمَ

سورۃ الاحزاب میں ارشاد ہے:

کسی مومن مرد یا مورث کو یہیں نہیں ہے کہ جب انہا اور اس کا رسول کسی معاملے کو ملے کر دیں تو وہ انہا اقتیار استعمال کر لیں۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے، وہ کھلی گمراہی میں جا پڑے گا۔ (۶)

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قُضِيَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرٌ إِنْ يَكُونُ لَهُمْ بُغْرِيْبَةً مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِي اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مِنِّيْنَا

سورۃ الحشر میں فرمایا:

اور رسول حسین جو حکم دیں، اس کو لے لو اور جس
کام سے منع کریں، اس سے رک چاؤ۔ (۷)

وما آتا کم الرسول فخذلوه وما
نها کم عنه فانهوا

اجماع

قرآن و سنت کے بعد اجماع فقہ اسلامی کا تیراما خذ حلیم کیا گیا ہے اور اس کے لیے قرآن مجید کی درج ذیل
آیات سے استدلال کیا گیا ہے:

سورة آل عمران میں فرمایا:

تم بہترین امت ہوئے لوگوں (پر حنفی شہادت
دینے) کے لیے مامور کیا گیا ہے۔ تم نبھی کا حکم
دینے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر الہام
برکت ہو۔ (۸)

کشم خیر امة اخرجت للناس نامرون
بسال معروف و ننهون عن المنكر
و تو منون بالله

سورة النساء میں ارشاد ہے:

اور جس نے ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول
کی خلافت کی اور مومنوں کے راستے کے علاوہ کسی
اور راستے پر چلا، تو تم اس کو ای طرف پھیر دیں
کے جس طرف وہ بھرا اور اس کو جنم میں جلا سیں
گے اور وہ بہت ہی بر المکان ہے۔ (۹)

ومن يشافق الرسول من بعد ما تبين
له الهدى وبطريق غير سبيل المؤمنين
نوله مانولي ونصله جهنم وسأة
صبرا

سابقہ شریعتوں کے احکام

بھیل شریعتوں کے جن احکام کا ذکر قرآن نے کیا ہے اور ان کے منسوخ ہونے پر کوئی قرینہ نہیں، وہ بھی فتنہ
اسلامی میں محبت حلیم کے گئے ہیں۔ مثلاً سورۃ النساء میں فرمایا:

اور ہم نے تورات میں ان پر لازم کیا کہ جان کے
بدلے جان ہے، آنکھ کے بدلے آنکھ، ہاتک کے
بدلے ہاتک، کان کے بدلے کان اور زخموں کا بھی
بدلہ ہے۔ (۱۰)

وكتبا عليهم فيها ان النفس بالنفس
والعيون بالعيون والانف بالانف
والاذن بالاذن والحروح قصاص

بعض اہل علم نے مرتد کے لیے قتل کی سزا پر سورۃ بقرہ میں بنوار ائمہ کے واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ جب

انہوں نے پھر سے کی پوجا کی تو اللہ تعالیٰ نے سزا کے طور پر حکم دیا:

تم اپنے ساتھیوں کو قتل کرو۔ (۱۱)

فاقتلو انفسکم

قياس

فقہ اسلامی کے عقلی مآخذ میں پہلا مأخذ قیاس ہے اور اس کی جگہ بھی قرآن مجید سے ثابت ہے۔ سورۃ الحشر میں اللہ تعالیٰ نے بنو نضیر کی جلاوطنی کا حال بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے:

فَاعْتَبِرُوا يَا أَوْلَى الْأَبْصَارِ
اَسَ الْأَنْظَرُ، اَنَّكُمْ مَعْتَدِلُونَ
كُرُودُ۔ (۱۲)

عبرت حاصل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے حال پر اپنے حال کو قیاس کرو اور ان کاموں سے بچو جن کی پاداش میں یہود کو یہ سزا دی گئی۔

اس کے علاوہ قرآن مجید نے بعض ناظائر کے ذریعے سے بھی اہل علم کو قیاس کی تعلیم دی ہے۔ سورۃ الانعام میں حرام اشیاء کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

قُلْ لَا إِحْدَى فِي مَا أَوْحَى إِلَيْكُمْ مُحْرَماً
كُوئی أَنْتَ جِنْنِیں پاڑ جو کسی کھانے والے پر حرام
ہو، سوائے اس کے کوہ مردار ہو، یاد مسخوح ہو،
یا خنزیر کا گوشت ہو کیونکہ وہ تپاک ہے، یا کوئی ایسا
جانور ہو جسے گناہ کرتے ہوئے غیر اللہ کے نام پر
ذبح کیا گیا ہو۔ (۱۳)

عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا إِنْ يَكُونَ مِيتَةً
أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمًا خَنَزِيرًا فَإِنَّهُ
رَجْسٌ أَوْ فَسَادٌ أَهْلُ عَبْرِ اللَّهِ بِهِ

اس آیت میں دھر کے ساتھ چار چیزوں کی حرمت بیان کی گئی ہے، لیکن ساتھ ساتھ خنزیر کو تپاک اور ما اهل لغیر اللہ کو نہیں قرار دیتے ہوئے ان کی حرمت کی علت بھی بیان کی گئی ہے۔ اسی طرح مردار اور دم مسخوح کی حرمت بھی علت پرمنی ہے۔ چنانچہ خود قرآن نے سورہ مائدہ میں انہی علتوں کی بنیاد پر چند اور چیزیں بھی محظات کی فہرست میں شامل کی ہیں:

قُلْ يَا جِنِّينَ حِرَامٌ كُلُّ چیزٍ میں: مردار، خون، خنزیر کا
گوشت، غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جانے والا
جانور، ایسا جانور جو کوئا گھنٹے سے، چوتھت لکھے سے،

حِرَامٌ عَلَيْكُمْ الْمُبَتَأْءَةُ وَالدَّمُ وَالْحَمْ
الْخَنَزِيرُ وَمَا اهْلُ لغِرِ اللَّهِ بِهِ
وَالْمَنْتَهَةُ وَالْمَوْقِدَةُ وَالْمُتَرْدِدَةُ

اوپر سے پیچے گر کر یا سینگ لکھنے سے مر جائے، ایسا
جانور جس کو کسی درندے نے چھاڑ کھایا ہو، (یہ
سب حرام ہیں) صرف وہ جانور عطال ہے جسے تم
نے ذبح کیا ہو۔ ایسا جانور بھی حرام ہے جسے کسی
حقان پر ذبح کیا گیا ہو اور یہ بھی کتم حرمون کے
ذریعے سے گوشت قتیم کرو۔ یہ سب گناہ کے کام
ہیں۔ (۱۳)

وَالْمُطْبَحَةُ وَمَا أَكْلَ السَّبَعُ الْأَمَا
ذَكِيرَمْ وَمَا ذَبَحَ عَلَى النَّصْبِ وَان
تَسْقَمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَلِكُمْ فَسْقٌ

یہاں علت کی بنا پر پانچ چیزوں کا الحاق مبتہ کے ساتھ اور دو چیزوں کا الحاق ما اهل لغیر اللہ کے ساتھ کیا گیا ہے اور آگے علت بھی بیان کی گئی ہے کہ ذلکم فسق۔ یعنی جیسے طبعی موت مر نے والا جانور شرعی طریقے سے ذبح
نہ ہونے کی وجہ سے حرام ہے، اسی طرح گلا گھنٹے کی وجہ سے، گر کر، اور سینگ لکھنے کی وجہ سے مر نے والا جانور بھی
حرام ہیں۔ اور جیسے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جانے والا جانور اعتقادی فتن کی وجہ سے حرام ہے، اسی طرح وہ جانور
بھی حرام ہے جسے اس تحانوں پر ذبح کیا گیا ہو یا مشرکانہ طریقے سے اس پر جوئے کے تیر چلائے گئے ہوں۔

مصالح مرسلہ

قرآن مجید جگ جگد یہ بات واضح کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جو شریعت انسانوں کے لیے ہاصل کی ہے، اس کا
مقصد انسانوں کی صلاح و فلاح اور ان کی دنیاوی و آخرتی بہبود ہے۔ شریعت کے تمام احکام میں عقل و فطرت پر منی
انسانی مصالح کی رعایت کی گئی ہے۔ مصالح کا مفہوم دونوں میں جلب منفعت اور دفع حرج یعنی فائدے کا حصول
اور نقصان کو دور کرتا ہے اور قرآن مجید ان کوہ دین کے بنیادی اصولوں کی حیثیت سے بیان کرتا ہے۔ سورہ بقرہ میں
ارشاد ہے:

اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے، عجلی نہیں
چاہتا۔ (۱۵)

بِرِيدَ اللَّهَ بِكُمُ الْيُسْرُ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ
الْعُسْرَ

سورۃ النساء میں فرمایا:

اللہ چاہتا ہے کتم سے ختم کو ہٹانے۔ (۱۶)

بِرِيدَ اللَّهَ إِنْ يَحْفَظُ عَنْكُمْ

سورۃ آنھی میں فرمایا:

ما جعل عليکم فی الدین من حرج
اللئے دین میں تم پر کوئی عجلی نہیں رکھی۔ (۱۷)

بہت سے جزوی احکام کے ذکر کے تحت بھی قرآن مجید نے ان اصولوں کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ چنانچہ پاک بیٹے کے حکم کے ضمن میں فرمایا:

تاک مسلمانوں کو اپنے لے پاک جیتوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں کوئی عجلی نہ ہو جب وہ ان سے قطع تعلق کر لیں۔ (۱۸)

لکی لا يكرون على المؤمنين حرج
فی ازواج ادعیائہم اذا قضوا منهن
وطرا

تیتم کا حکم بیان کرنے کے بعد فرمایا:

الثئیں چاہتا کہ تم پر کوئی عجلی ڈالے۔ (۱۹)

ما يرید الله ليجعل عليکم من حرج
وراثت کی تقيیم کے ضمن میں فرمایا:

تم نہیں جانتے کہ ان میں سے کون نفع کے پہلے سے تمہارے زیادہ قریب ہے (اس لیے اللہ نے یہ حصے خود تھیں کر دیے ہیں) (۲۰)

لَا تذرون ایہم اقرب لكم فَعَا

کھانے پینے میں حرام اشیاء کے ذکر کے بعد فرمایا:

تجو ہجور ہو جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں و بشر طیکر
خواہش نش کے تحت اور ضرورت سے زیادہ نہ
کھائے۔ (۲۱)

فِسْنَ اضطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادَ فَلَا انْ

علیه

بچ کی رضاوت کے احکام بیان کرتے ہوئے فرمایا:

شمال کو اس کے بچے کی وجہ سے تکلیف دی جائے
اور شاپ کو بولنے

لَا تضمار والدہ بولنے والا مولود له
بولدہ

کفار کے قلم کا ہمارا مسلمانوں کی مدد کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

اگر تم ایسا نہیں کر دے تو زمین میں فتنہ اور بہت بڑا
فساد پہنچ جائے گا۔ (۲۲)

اَلَا تَفْعِلُوهُ تَكُنْ فَتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ

وفساد کبیر

قصاص کے قانون کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

ولکم فی القصاص حیوة با اولی
اسے باب عقل تمہارے لیے قصاص میں زندگی
ہے۔ (۲۳)

الا باب

وں گناہوں کے مقابلے میں میدان جنگ میں خبرنے کے حکم کو منسوخ کر کے فرمایا:
الآن حفف اللہ عنکم و علم ان فیکم
کہ تمہارے اندر کمزوری ہے۔ (۲۵)
ضعفا

مال فی کی تفہیم کے بارے میں بدایات دینے کے بعد فرمایا:
کی لا یکون دولة بین الاعتباء منکم
تاکہ ایسا نہ ہو کہ یہ مال تمہارے مال داروں کے
ماں میں گردش کرتا رہے۔ (۲۶)

سورۃ البقرۃ میں دیت کا حکم دے کر فرمایا:
یتہمارے رب کی طرف سے آسانی اور سہرا بانی
ذلك تحفیف من ربکم ورحمة
ہے۔ (۲۷)

سورۃ البقرۃ میں تیموروں کے مال کو سر پر ستون کے مال میں ملائیں کی اجازت دینے کے بعد فرمایا:
ولو شاء اللہ لاعتکم
اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا
(یعنی اللہ آسانی چاہتا ہے) (۲۸)

اس سے واضح ہے کہ جب شریعت کے منصوص احکام میں تمام رہانسی مصالح محفوظ ہیں تو غیر منصوص احکام
میں بھی ان مصالح کی رعایت محفوظ رہنی چاہئے، چنانچہ جمہور فقہاء نے، جزوی اختلافات سے قطع نظر، اصولی طور
پر مصالح کو فقد اسلامی کا ایک اہم باخذ تسلیم کیا ہے۔

سدۀ رائع

سدۀ رائع کا اصول در حقیقت ان مصالح ہی کی حفاظت کا ایک ذریعہ ہے جن کی شریعت میں رعایت کی گئی
ہے۔ اس کا مطلب ہے ان چیزوں سے پہنچا جو کسی پہلو سے شریعت کے معین کردہ مصالح کو نقصان پہنچا سکتی یا اس کی
حرام کردہ چیزوں کے ارتکاب کا باعث بن سکتی ہیں۔ قرآن مجید نے اس اصول کی بھی وضاحت کی ہے اور اسے
ہبہ سے شرعی احکام کی بنیاد کے طور پر بیان کیا ہے:

سورة نور میں دوسروں کے گھر وہ میں داخل ہونے کے متعلق بعض ہدایات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:
 ذلکم عبیر لکم لعلکم تذکرون
 یہ تہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم یاد دہانی حاصل کرو
 (۲۹)

اسی سلسلہ بیان میں آگے لباس کے بارے میں بعض ہدایات دے کر فرمایا:
 یا ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔ (۳۰)
 ذلك از کی لهم

اسی طرح سورۃ الاحزاب میں رسول اللہ ﷺ کی ازواج کو مخاطب کر کے فرمایا:
 تم نرم لبجھ میں بات نہ کرو، تاکہ وہ آدمی جس کے
 فلا ت الخضعن بالقول فيقطع الذی فی
 قلبہ مرض وقلن قولًا معروفا
 دل میں بیماری ہے، کسی موقع میں جلاش ہو، اور
 بھلے طریقے سے بات کرو۔ (۳۱)

آگے ازواج مطہرات کے حوالے سے امت کو بعض آداب کی تعلیم دینے کے بعد فرمایا:
 ذلکم اظہر لقلوبکم و قلوبهن
 یہ تہارے اور ان کے دلوں کے لیے زیادہ پاکیزہ
 طریقہ ہے۔ (۳۲)

اسی ضمن میں آگے پہل کر مسلمان عورتوں کے لیے حجاب کا تعمیم بیان کرنے کے بعد فرمایا:
 ذلك ادنی ان یعرفن فلا یؤذن
 یہ اس بات کے زیادہ قرین ہے کہ ان کا (آوارہ
 عورتوں سے) امتیاز ہو جائے اور ان کو ایسا نہ
 پہنچائی جائے۔ (۳۳)

اس سے واضح ہے کہ مذکورہ تمام ہدایات کا مقصد معاشرتی شرم و حیا اور خانگی پرداز داری کی حفاظت ہے جو ظاہر
 ہے کہ ان ہدایات کی پامالی کی صورت میں قائم نہیں رہ سکتی۔

قرآن مجید میں بعض ایسے معاملات میں بھی سذراائع کے تحت بعض ہدایات دی گئی ہیں جن کا تعلق بنیادی طور
 پر دین و شریعت سے نہیں بلکہ دیگر انفرادی یا اجتماعی مصلحتوں سے ہے:

سورۃ البقرۃ میں گواہی سے متعلق ہدایات کے ضمن میں ارشاد ہے:

اگر گواہی کے لیے دو مرد نہ مل سکیں تو پھر اپنے
 چند یہ گواہوں میں سے ایک مرد اور دو عورتوں کو
 گواہ بنا لوتا کر اگر ایک بھولے تو دوسری اس کو یاد
 کرادے۔ (۳۴)

فان لم يكُنَا رجُلَيْن فرِّجُل وامرأتين
 مُسْنَن ترِضُون من الشهدااء ان تصل
 احدهما فتذکر احدهما الا اعْرَى

حریم فرمایا:

محالہ چھوٹا ہو یا بڑا، اس کی باہم ملے ہونے والی
ہدت کو لکھ لینے سے مت آتا ہے۔ یہ طریقہ اللہ کے
نژد یک زیادہ انساف والا ہے، گواہی کے لحاظ
سے بھی بہتر ہے اور اس کے بھی زیادہ قرین ہے
کہ تم کسی تجھ و شے میں مت پڑو۔ (۲۵)

ولا تستمروا ان تکبیه صغیرا او کبیرا
الى اجله ذلکم اقسط عند الله واقوم
للشهادة وادنى الا ترتابوا

سورہ آل عمران میں کفار کے ساتھ دوستی کی حدود بیان کرتے ہوئے ارشاد ہے:

اے ایمان والوں، کفار کو اپنا بھیجی تہ بناو۔ وہ جسمیں
قصان پہنچانے میں کوئی کسر اخلاقیں رکھتے اور
تمہارے مشقت میں پڑنے کو پسند کرتے ہیں۔
(۳۶)

یا بہا الذین آمنوا لا تتحذنو بعثانة من
دونکم لا يالونکم عبلا ودوا ما

عنتم

سورۃ النساء میں اہم معاملات سے متعلق اطلاعات اور خبروں کے حوالے سے درج ذیل بدایت وی:
اور جب اُن یا جگہ کی کوئی بات ان تک پہنچ
ہے تو فوراً اس کو نشر کر دیتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ
اے رسول یا اپنے اہل محل و عقد کے پاس لے
جائے تو ان میں سے معاملے کی گہرائی تک پہنچنے
والے لوگ اس کی حقیقت معلوم کر لیتے۔ (۳۷)

و اذا جاء هم أمر من الامن او الحرف
اذاعوا به ولو ردوه الى الرسول والى
اولى الامر منهم لعلمه الذين
يمتنعون منه

ای طرح قرآن مجید کے درج ذیل احکام سے معلوم ہوتا ہے کہ سذراائع کے تحت بعض مباح چیزوں کو
واجب کیا جاسکا اور بعض پر پابندی بھی لگائی جاسکتی ہے:

رسول اللہ ﷺ کی میاس میں مسلمانوں کو اگر کسی بات کی وضاحت دریافت کرتا ہوتی تو وہ آپ ﷺ کو
راعنا (یعنی ہمارا لحاظ کیجئے) کے لفظ سے مخاطب کرتے۔ یہود میں شرارت اور گستاخی کے لیے اسی لفظ کو تھوڑا سا بگاڑ
کر یوں ادا کرتے راعینا (ہمارا جو وہا) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ بدایت نازل فرمائی کہ مسلمان راعنے کا لفظ ہی
استعمال نہ کریں تاکہ یہود کو یہ خیانت کرنے کا موقع نہیں بنے۔

اے اہل ایمان، تہراعنا مکہ کرو بلکہ انتظر تکہ
کرو۔ (۳۸)

يَا ايهما الذين آمنوا لا تقولوا راعنا
وقولوا انظرنا

رسول ﷺ کو حج کرنے کے لیے منافقین نے یہ روشن اپنائی تھی کہ وقت بوقت رسول ﷺ کے پاس آ جاتے اور محض آپ کا وفات شائع کرنے کے لیے بے مقصد باتیں کرتے رہتے۔ قرآن مجید نے ان کی اس شرارت کا سدباب کرنے کے لیے حکم دیا کہ جو لوگ رسول ﷺ سے مشورہ کرتا چاہیں، وہ اس سے پہلے صدقہ کر کے آئیں:

اذا ناجيتم الرسول فقدموا بين يديكم
جب تم رسول سے کوئی مشورہ کرتا چاہو تو مشورے
سے پہلے صدقہ کر کے آیا کرو۔ (۲۹)

نحو اکم صدقہ

عرف

کسی معاشرے کا عرف و رواج اگر شریعت کے منصوص احکام یا اس کے مزاج کے خلاف نہ ہو تو فقة اسلامی میں وہ قانون سازی کے ایک مستقل مأخذ کی حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن مجید نے جن احکام کے ضمن میں معاشرے کے رواج کی عیرادی کی ہدایت کی ہے، ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:

۱۔ دینت:

ہم جس کو اپنے بھائی کی طرف سے معافی مل
جائے تو وہ دستور کی عیرادی کرے اور ابھی طریقے
سے اس کو دینت ادا کر دے۔ (۳۰)

فمن عفی لہ من احیہ شئی فاتیاب
بالمعروف و اداء الیہ بالحسان

دستور کے مطابق ان کے حقوق بھی ہیں اور ذمہ
داریاں بھی۔ (۳۱)

۲۔ عورتوں کی خانگی ذمہ داریاں اور حقوق:
ولهم مثل الذی علیہن بالمعروف

بچے کی ماں کا نفقہ اور اس کا کپڑا دستور کے مطابق
باپ کذے ہے۔ (۳۲)

وعلی العولود لہ رزقہن و کسوتہن
بالمعروف

۳۔ اجرت رضاعت:

تم پر کوئی حرج نہیں (کہ بچے کو کوئی دوسرا عورت
ووچھا لائے) اگر تم وہ اجرت ان کو دو جو تم نے
دستور کے مطابق دینا ملتے کی ہے۔ (۳۳)

لَا حناج علیکم اذَا سلتم ما آتیتم
بالمعروف

۴۔ زیوہ عورتوں کا حق نکاح:

فلا حناج علیکم فی ما فعلن فی
و دستور کے مطابق ہے اپنے بارے میں جو بھی
فیصلہ کریں، اس کا تم پر کوئی گناہ نہیں۔ (۳۳)

۶۔ مطلق عورتوں کے لیے متاع:

اوّل المطلقات متاع بالمعروف
اور مطلق عورتوں کو دستور کے مطابق کچھ سامان
و دے دو۔ (۳۵)

۷۔ یتیم کے سرپرست کا اس کے مال میں سے اپنے اوپر خرچ کرنا:
جو حق ہے تو وہ دستور کے مطابق کھا سکتا ہے۔
ومن کان فقیرا فلبا کل بالمعروف
(۳۶)

۸۔ عورتوں کا مہر

دستورے مطابق ان وان کے مہر دو۔ (۳۷)

و آنونہن اجرورہن بالمعروف

اسحاب حال

اسحاب حال کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی چیز بوقت زیاد کسی خاص حالت میں موجود ہے تو اس کی اسی حالت
کو درست سمجھا اور اسے اسی پر برقرار رکھا جائے گا جب تک کہ اس کے خلاف کوئی دلیل قائم نہ ہو جائے۔ قرآن مجید
میں اس اصول کا اطلاق قذف کے مسئلے میں بتا ہے۔ سورہ نور میں ارشاد ہے:

اور جو لوگ پاک دا من عورتوں پر الزام لگاتے ہیں
والذین یرمون المحسنت بِمَ لَمْ یَا تُو
پھر اس پر چار گواہ نہیں لاتے تو تم ان کو اسی (۸۰)
ساربعة شهداء فاحلدوهم ثمانين
درے کاڑ۔ (۳۸)

جلدة

یعنی چونکہ ان عورتوں کی عام شہرت پاک دا من ہونے کی ہے اور ان کے چال چلن کے بارے میں معاشرے
میں کوئی ٹکوک و شبہات نہیں پائے جاتے، اس لیے قانون کی نظر میں وہ پاک دا من ہی شمار ہوں گی اور اگر کوئی ان پر
بدکاری کا الزام لگاتا ہے تو اس کا ثبوت اس کے ذمے ہے اور اس کے لیے اسے چار یعنی گواہ پیش کرنا ہوں گے، ورنہ
اسے جو ہی قرار دے کر اس پر قذف کی حد بداری کی جائے گی۔

حواله جات

- (١) آل عمران: ١٦٣
 (٢) الحشر: ٣٣
 (٣) النساء: ٥٩
 (٤) النساء: ٢٥
 (٥) النور: ٤٣
 (٦) الأحزاب: ٣٦
 (٧) الحشر: ٣٧
 (٨) آل عمران: ١٠٠
 (٩) النساء: ١١٥
 (١٠) المائدة: ٣٥
 (١١) البقرة: ٥٣
 (١٢) الحشر: ٣
 (١٣) الأناضول: ١٣٢
 (١٤) المائدة: ٣
 (١٥) البقرة: ١٨٥
 (١٦) النساء: ٣٨
 (١٧) الحج: ٣٨
 (١٨) الأحزاب: ٣
 (١٩) المائدة: ٤
 (٢٠) النساء: ١١
 (٢١) البقرة: ١٤٣
 (٢٢) البقرة: ٢٣٣
 (٢٣) البقرة: ٢٣٣
 (٢٤) البقرة: ٢٣
 (٢٥) النساء: ٢٥
 (٢٦) الأناضول: ٧٣
 (٢٧) البقرة: ٩٧

افغانستان کے داخلی حالات پر ایک نظر

ڈاکٹر سلطان بشیر محمود (ستارہ اقبال) پاکستان کے ممتاز اینجینئرنگ دانوں میں سے ہیں اور سائنس کے حوالے سے قرآنی علوم و معارف کی اشاعت کا خصوصی ذوق رکھتے ہیں۔ ان دنوں افغانستان کی تحریر نو اور وہاں سرمایہ کاری کے لیے مسلم صنعت کاروں اور تاجروں کو توجہ دلانے کی تھیں میں سرگرم مل ہیں اور اس مقدمہ کے لیے "امتحیر نو برائے افغانستان" کے نام سے باقاعدہ گروپ قائم کر کے سماجی کو منظم کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے حالیہ دورہ افغانستان کے تاثرات ایک مضمون میں بیان کیے ہیں جو قارئین کی وجہ پر اس مقصد کے لیے شائع کیا جا رہا ہے۔ اس مسلم میں ہر یہ معلومات اور راهنمائی کے لیے ڈاکٹر صاحب موصوف سے مندرجہ ذیل لینک پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

B/8 60 ناظم الدین روڈ، 8/4 - F، اسلام آباد

(ادارہ)

نون 0510 22824001 - 0510 2260001

میں افغانستان جانے کے لیے پہلی بار طویل پہنچا تو سرحد کے ہماری طرف خوف و ذر اور افراتغری کا عالم تھا۔ پولیس کے ہاتھوں شریف لوگ ڈیل و خوار ہو رہے تھے۔ جیسے تیس ہم سرحد کی دوسری جانب پہنچا تو یک لخت وہاں کا مظہر بدل گیا۔ ایسا معلوم ہوا جیسے کسی محل فضائیں آگئے ہوں، وہاں خوف تھا نہ ذر، پکڑ و حکڑ تھی نہ ہوں و ہوں۔ لوگ اپنے اپنے کاروبار میں لگے ہوئے تھے۔ پاکستان کے قبائل علاقوں اور ماحقد افغان علاقے کی تہذیب و ثقافت ایک بے پھر کیا جد ہے کہ لوگ ہماری طرف بکل کامل نہیں دیتے لیکن دوسری طرف بکل استعمال کرنے والا ہر شخص پوری ایمان داری کے ساتھ مل دیتا ہے؟ جلال آباد سے کامل جاتے ہوئے میں نے ٹرینک کے نظام کا مطالعہ کیا۔ ہر گاڑی اصول و ضابطے کے مطابق چلتی ہے، اس کے باوجود کہ وہاں کی سڑکوں کی حالت بہت خراب ہے۔ یہ نیک ہے کہ وہاں کے مکانات نوٹ پھوٹ گئے ہیں لیکن ان کے دل نہیں نوٹے ہیں۔

آپ اسلام آباد کے کسی مقام پر گاڑی پارک کریں تو بھکاریوں کا ایک غول آپ پر جھینٹے گا۔ کابل شہر میں بھی میں نے بھکاری دیکھی تھیں ان کا انداز بڑا بادا وقار تھا۔ صاف محسوس ہوتا ہے کہ وہ ضرورت مند ہیں۔ وہاں مقلس اور ضرورت مند شخص سڑک سے ہٹ کر ایک کبل بچا کر بیٹھا ہو گا، اس کی زبان خاموش ہو گی۔ جو کچھ کوئی خوشی سے چاہے ہے دے دے، وہ آپ کا دامن نہیں پکڑے گا۔

ہمارے ہاں جس قدر سکریٹ پیا جاتا ہے، اس پر ہر سال اربوں روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ افغانستان میں بھی

موہ جو دو حکومت کے آنے سے قبل سُگریت کا دھواں خوب اڑایا جاتا تھا لیکن امیر المومنین نے آتے ہی اعلان یا کہ سُگریت کروہ ہے۔ اس کے ساتھ ہی افغانستان میں اس کے چینے پر پابندی عائد ہوئی۔ اب یہ حالت ہے کہ آپ کابل یا قندھار شہر کے گلی کوچوں میں پھر کردیکھ لیں، آپ کوئی سُگریت نوٹی کرتا ہوا نہیں دکھائی دے گا۔ حالانکہ بے روزگاری سیست دیگر مسائل کی وجہ سے تاؤ کا پیدا ہونا فطری امر ہے اور تاؤ ختم کرنے کے لیے سُگریت کا سہارا لیا جاتا ہے لیکن انہوں نے سُگریت کے بجائے اتنا کا سہارا لیا ہے اور اللہ کی یاد کے ذریعے اپنی پریشانی دور کرتے ہیں۔

افغانستان کی حالت زارہ کیجھ کر میں دل ہی دل میں بُرختا تھا لیکن وہ مطمئن تھے۔ ایک روز میں نے اپنے افغان دوستوں سے کہا، آپ پہلے ہی کس قدر صعیبت میں تھے، اب اقوام متحده نے مزید پابندیاں عائد کر دی ہیں۔ ایک افغان نے جواب دیا اسی میں اللہ کی بہتری شامل ہوئی۔ ہم ماہیں نہیں بلکہ ہمیں تو قع ہے کہ ہمارا کل آج سے بہتر ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں رخیز ملک دیا ہے، اس کی آب و ہوا چھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بارش بر سادی تو اس قدر فصل پیدا ہو گی جس سے ہر افغانی دو وقت کی روشنی کھالے۔ اور کیا چاہئے؟ حقیقت یہ ہے کہ افغانوں نے اپنا طرز معاشرت اس قدر سادہ کر لیا ہے کہ انہیں اپنی زندگی مشکل محسوس ہی نہیں ہوتی۔

افغان معاشرے میں مثالی اسلامی مساوات کے نمونے جا بجا نظر آتے ہیں۔ ایک روز میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کابل میں محلہ منصوبہ بندی کے دفتر میں گیا۔ متعلقہ ریکس (Director) موجود نہیں تھا۔ دفتر کے چڑی ای نے ہمیں بخایا اور چائے بنانے کر لایا، وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ کر چائے پینے لگا۔ اتنے میں ڈائریکٹر صاحب آگئے، چڑی ای نے انہیں ہمارے بارے میں بتایا۔ وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ گئے۔ ان کا چڑی ای بھی ان کے ساتھ بیٹھ کر چائے کی چکلیاں لیتا رہا۔

افغانستان کا ایک اہم مسئلہ غیر قانونی ہتھیاروں کی بہتائی ہے۔ افغانستان کا کوئی گمراہیا نہیں تھا جس میں چند ہتھیار غیر قانونی طور پر نہ ہوں۔ یہ افغان حکومت کا کارنامہ ہے جس نے ایسے لوگوں نے ہتھیار لے لیے جو ان کو پاٹا زیور اور عزت خیال کرتے ہیں۔ یہ کام اس قدر مبارت اور محبت سے کیا گیا کہ کوئی معمولی ہی ختنی بھی نہیں کرنی پڑے۔ میں نے سینیل فاروقی سے کابل میں پوچھا کہ یہ حریت ایکیز کارنامہ کیسے انجام دیا گیا؟ وہ ملک کو ہتھیاروں سے پاک کرنے کی ہم کے اتجارچ تھے۔ انہوں نے کہا جیسے ہی امیر المومنین نے حکم دیا کہ تمام افراد اپنا اپنا حلوج مکار دیا، لوگوں نے بلا توقف حکم کے سامنے سر تسلیم خرم کر دیا۔ تاہم افغان دن کی روشنی میں ہتھیار دینے پر شرم محسوس کرتے تھے، اس لیے ہم نے راتوں کو مختلف آبادیوں میں ٹرک کھڑے کر دیے۔ لوگ اپنے اپنے ہتھیاروں میں لا کر پیچک دیجے اور علی اسلحہ حکومت کے اہل کار اس ٹرک کو لے جاتے تھے۔ اس طرح حکومت نے یہ مشکل کام بغیر کسی جراحت کی کرنے کے، حکمت اور داداہی سے مکمل کر لیا۔

غربت اور بے روزگاری نے افغانوں میں بے حصی اور بغل پیدا نہیں کیا جو بے خدا معاشروں کا طرہ اتفاق ہے۔ ایک مرتبہ میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جلال آباد سے کابل جا رہا تھا۔ راستے میں نماز ظہر کے لیے ہم نے ٹرک

کے کنارے ایک جگہ گازی کھڑی کی۔ ہم دشو کے لیے پانی کی حلاش میں تھے کہ دور سے ایک نوجوان نے ہمیں دیکھا اور بھاگم بھاگ ہمارے پاس پہنچا، بڑی محبت سے سلام کیا پھر پوچھا، کیا آپ کی گازی خراب ہو گئی ہے؟ ہم نے بتایا انکے نماز کے لیے رکے ہیں۔ وہ دوبارہ گھر کی طرف بجا گا اور چند لمحے بعد ایک کمبل لے کر واپس آگیا۔ اس کے ساتھ چھوٹا بھائی تھا جس نے جگ اور گاس اخخار کئے تھے۔ اس نے ہمیں پانی پلایا اور ہمارے لیے دشوا کا اہتمام کیا۔ پھر کمبل بچھا اور ہمیں نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد ہمیں کھانے کی پر خلوص دعوت دی جو وقت کی کی کی وجہ سے ہم قبول نہیں کر سکے۔ تاہم یہ پہلا موقع تھا جب میں نے افغانوں کی محبت کا ذائقہ چھکھا۔ میں نے سوچا افغان معاشرے میں غربت کے باوجود کچھ لوگ سافروں کے لیے دیدہ دول فرش راہ کرتے ہیں۔ لیکن سفر کے دوران یہ تجربہ ہر مقام پر ہوا۔ میں اپنی رائے بدلتے پر مجبور ہو گیا۔ میں اس نتیجے پر پہنچا کہ افغانوں سے ان کی دولت بے شک چمن گئی ہے لیکن اسلام کا رشتہ اور مضبوط ہو گیا ہے اور مسلمانوں کے لیے ان کے دلوں میں محبت اور عقیدت بڑھ گئی ہے۔

ایک مرتبہ ہمیں ایک ضروری کام کے لیے گورنر قدر ہمارا ماضین خان سے ملنے کی ضرورت پڑی۔ بظاہر تو گورنر سے ملاقات جوئے شیر لانے کے متراffہ ہے۔ میرے ذہن میں پاکستانی گورنر کا کروفر اور پراؤ کول چھایا ہوا تھا جن سے آپ ہمتوں کوشش کے باوجود نہیں مل سکتے۔ ہم اللہ پر بھروسہ کر کے سیدھے گورنر کے دفتر پہنچے۔ وہاں سے معلوم ہوا کہ گورنر صاحب نماز ظہر کے وقت مسجد میں میں میں گے۔ ہم مسجد میں گئے، نماز کے بعد لوگ مختلف نولیوں میں آگئے جمع ہو گئے۔ میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ گورنر صاحب کہاں ہیں؟ اس نے بتایا کہ وہ سامنے والی نوئی میں جو شخص کھڑا ہے، وہی گورنر قدح ہمارے۔ میں نے غور سے دیکھا، اس کی ایک ناگز نہیں تھی، اس کی جگہ لکڑی کی ہاتھ تھی۔ وہ باریش اور خوبصورت نوجوان تھا۔ وہ باری باری لوگوں کے پاس جاتا، ان کے مسائل سنتا، احکامات جاری کرتا اور اس پر آگے بڑھ جاتا۔ مجھے خدشہ ہوا کہ شاید ہمارے پاس آتے آتے وقت ختم ہو جائے گا اور ہم ملاقات سے محروم رہ جائیں گے۔ میں نے اس خدشے کا اظہر اپنے مترجم سے کیا۔ اس نے پورے یقین سے کہا، وہ ضرور ہمارے پاس آئیں گے۔ جب گورنر سن۔ ہمارے پاس پہنچنے تو تاخیر پر مذہرات کی اور کہا کہ سب سے آخر میں آپ سے ملاقات کرنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ ہمارے یہ وہی مہمان ہیں اور میں آپ کو خاص اوقات دینا چاہتا ہوں۔ بتائیے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟ ہم نے کہا ہم قدح ہماریں آئنے کی مل لگانا چاہتے ہیں، اس کے لیے ہمیں جگہ چاہئے۔ انہوں نے کہا، اچھی بات ہے۔ اس وقت دفاتر بند ہو گئے ہیں، آپ کل منجع آئندھی بجھ سے ملیں۔ اگلے روز آئندھی بجھے ہم وہاں پہنچنے تو گورنر صاحب پہلے سے ہمارے انتظار میں کھڑے تھے۔ ہم نے اپنی درخواست پیش کی۔ انہوں نے دوسرے دفاتر کو نسلی فون کیے اور جب تک انہیں یقین نہیں ہو گیا کہ ہماری ضرورت پوری ہو گئی ہے، اس وقت تک وہ ہم پر ہی توجہ مبذول کیے رہے۔

ایک اور دفعہ ہم قدح ہمارے سرکاری مہمان خانے میں تھے۔ وہاں کے سرکاری مہمان خانے میں جس کا جی چاہے، قیام کر سکتا ہے۔ گورنر صاحب کا دفتر بھی مہمان خانے کے ساتھ ہی تھا۔ سردی کے دن تھے۔ جس کرے میں

ہم سمجھ تھے، وہاں بیشتر نہیں تھا۔ شام کے وقت میں نے دیکھا، گورنر ایک شخص کے ساتھ بیشتر اخھائے آ رہے ہیں۔ انہوں نے خود کھڑے ہو کر بیشتر لگوایا اور کہا اس وقت بیشتر کی تخصیب اس لیے ضروری تھی کہ آپ ہمارے مہمان ہیں۔ اس بیشتر کو ایک دوسری جگہ سے آپ کے لیے لا یا ہوں تاکہ آپ کو سردی نہ لگے۔ میں نے دل میں سوچا، بے شک اسلامی حکومت کا طرہ احتیاز نہیں ہوتا ہے کہ حکمران قوم کے خادم ہوتے ہیں۔ اسلامی حکومت صرف سزاوں کا نام نہیں بلکہ خدمت خلق کا نام ہے۔

افغانستان کے وزیرِ اعظم طار باقی سے بھی ملاقات ہوئی۔ وہ بڑے مکسر المزاج شخص ہیں۔ دورانِ گفتگو میں انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو ہم سے بہت توقعات ہیں، ہم ان کی توقعات پوری نہیں کر رہے جس پر ہم شرم مند ہیں، اس لیے ہماری کوتا ہیوں اور غلطیوں کو معاف کریں۔ ہم آپ کی بھی خاطر توضیح پوری طرح نہیں کر سکتے۔ اسی دورانِ دو پہر کے کھانے کا وقت ہو گیا۔ ہماری خواہش تھی کہ ان سے اجازت لیں کیونکہ ہم پہلے ہی ان کا خاص وقت لے پکھے تھے۔ لیکن انہوں نے کھانا کھائے بغیر جانے کی اجازت نہ دی۔ کچھ ہی دری بعد دستِ خوان بچھ گیا۔ ہم چھ سات مہمان تھے۔ دس بارہ افراد اور تھے۔ سب دستِ خوان کے گرد بیٹھے گئے۔ کچھ دیر بعد افغانی روٹی اور بیٹکن کے سالن کی ایک ایک پلیٹ سب کے سامنے رکھ دی گئی لیکن وزیرِ اعظم صاحب کے سامنے پلیٹ میں تربوز کی ایک قاش رکھ دی گئی۔ کھانے کے بعد دعا وغیرہ ہوئی اور ہم اجازت لے کر واپس آ گئے۔ میں نے راستے میں ترجمہ سے پوچھا کہ وزیرِ اعظم صاحب نے کھانا کیوں نہیں کھایا، صرف تربوز کے ایک نکڑے پر اکتفا کیا؟ اس نے کہا، آپ تو سرکاری مہمان تھے اس لیے آپ کو کھانا حکومت نے فراہم کیا۔ وزیرِ اعظم صاحب کا کھانا گھر سے آتا ہے۔ ان کے گھر میں سالن نہیں پکا ہوگا، اس لیے تربوز بچھ دیا۔ یہ باتیں کتابوں میں پڑھتے تھے، میں نے افغانستان میں اس کے عملی مظاہرے دیکھے۔

ہم نے افغانستان میں آئے کی ایک مل لگانے کا پروگرام بنایا جس کے لیے افغانستان کی وزارت صنعت سے اجازت نام لینا تھا۔ ہم ان خدمات اور تکرات میں ڈوبے ہوئے متعلق وزیر سے ملنے کے کرنے معلوم وزیرِ صاحب سے ملنے کی راہ میں کتنی مشکلات حل کیے گئے۔ میں جب ہم دہلی میں سید حافظ وزیرِ اعظم کے پاس پہنچا دیا گیا جو دھکل و صورت اور طور طریقوں سے فقیر لکھتے تھے، فرش پر بیٹھنے ہوئے تھے۔ ان کے دامیں با میں اور آئے سامنے لوگ بیٹھنے ہوئے تھے۔ ہم بھی ان کے ساتھ بیٹھنے گئے۔ کچھ دیر بعد ہماری باری آئی تو پوچھا، کیسے تشریف لائے ہیں؟ ہم نے درخواست آگے بڑھادی اور وزیرِ صاحب نے ہماری درخواست پڑھ کر اس پر کچھ لکھ کر ایک اور سرکاری عہدیدار کو دے دی۔ اس طرح وہ منٹ تک یہ درخواست وزارت کے مختلف افسروں کے ہاتھوں سے ہوتی ہوئی دوبارہ وزیرِ صاحب کے پاس آئی تو انہوں نے اس پر لکھا "متفق بخطاب اصول و قانون" اس طرح وہ منٹ کے اندر اندر رسیں مل کی تھی کہ اجازت نام مل گیا۔

ایک مرتبہ میں نے آب دریق کے وزیرِ مولانا احمد جان صاحب سے تباہ شدہ بھلی کے نظام کو اتنی مشکل صورت

حال کے باوجود تیزی سے قابل استعمال ہنارے کا راز پوچھا۔ میں نے کہا کہ آپ نے مختصر مدت میں کس طرح کامل کے دو تجارتی حصے اور قدح حارہ کو بھلی فراہم کر دی اور دیگر علاقوں کو بھی بھلی کی فراہمی ہو رہی ہے۔ جاہد بر بادگرد اشیش نوں کو آپ بڑی سرعت اور مہارت سے قابل استعمال ہنارے ہیں، آخراً آپ نے یہ فتح کہاں سے سیکھا ہے؟ انہوں نے کہا، ہمارے نظام حکومت میں وزرا کی تربیت بھی ہوتی ہے۔ متعلقہ وزیر کو اپنی وزارت کے اسرار اور روزگار اور اہم علمیکی امور سکھائے جاتے ہیں۔ ہمارے عوام میں تعمیر و ہoon کا بے پناہ جوش وجود ہے۔ ہم انہیں سازگار ما جوں اور موقع فراہم کرنے کے لیے کوشش ہیں۔ وہ مجھے کابل کے نواح میں سول کلو میٹر دور ایک تباہ حال پاور اسٹشن دکھانے لے گئے جس کی تعمیر و مرمت کا کام ہو رہا تھا۔ چونکہ دہان نسلی فون کی ہبوثت نہیں تھی اس لیے اس پاور اسٹشن پر کام کرنے والوں کو معلوم نہ تھا کہ ان کے وزیر صاحب آپ ہے جیسے لیکن جب ہم دہان پہنچنے تو مجھے یہ خوش گوارہ حیرت ہوئی کہ دہان ہر شخص اپنے کام میں ذو رہا ہوا ہے۔ کوئی بے کار بیٹھا ہوا نہ تھا۔ ان کے چیف انجینئر ایک دراز رہیں افغانی تھے جن کے لیاس سے دھوکا ہوتا تھا کہ شاید وہ بھی مزدور ہیں۔ ان سے گفتگو ہوئی، ان کا جذبہ اور اخلاص دیکھ کر دل بنت خوش ہوا۔

حکومت نے امر بالمعروف اور نرمی عن امکن کے نام سے ایک خصوصی وزارت تشکیل دی ہے جو لوگوں کی وینی تربیت اور اخلاقی حالت سدھارنے کا اہتمام اور کام کرتی ہے۔ طالبان کا خیال ہے کہ مادی ترقی کے لیے اخلاقی ترقی ضروری ہے۔ دل بد لیں گے تو مالی حالت بد جائے گی۔ اس سے پہلے کوئی نماز نہیں پڑھتا تھا تو اس سے کوئی پوچھ چکھنیں ہوتی تھی، اسے ایک انفرادی مسئلہ خیال کیا جاتا تھا حالانکہ شریعت اسے اجتماعی فرض قرار دیتی ہے۔ اب دہان ہر شخص فرض سمجھ کر نماز پڑھتا ہے، اللہ کے حکم سے سرتاہی کی کسی کو اجازت نہیں۔ نماز کے وقت لوگ دکانیں کھلی چھوڑ کر مسجد کی طرف جا رہے ہوتے ہیں۔ ریز گھی والا اپنی ریز گھی کو جوں کا توں چھوڑ کر نماز کے لیے چلا جاتا ہے۔ مجال ہے ایک پیسے کا بھی نقصان ہو۔

طالبان حکومت کے آنے سے پہلے افغانستان میں عورتوں کی جان اور عزت کس قدر خطرے میں تھی، اہل مغرب اس کا احساس رکھتے تو وہ بھی ان پر بے غیاد اڑامات نہ لگاتے۔ بادشاہت کے دور میں مغربی تہذیب و ثقافت کو عام کرنے کے لیے باقاعدہ ایک قانون منظور کیا گیا اور عورتوں کو اسکرٹ پہنچنے پر مجبور کیا گیا۔ داؤ دی کے نتیجے میں حکومت آئی تو عورت کی تبدیل کے لیے سر عام فوجہ خانے اور شراب خانے کھوں دیے گئے۔ روی آگئے تو شراب اور بے حیائی کا سیال بھی ساتھ آیا۔ رو سیوں کے جانے کے بعد افغانستان طوائف الملوکی کی زد میں آگیا۔ کابل میں مختلف نسب دنس کے ملیشیا دندناتے پھرتے تھے۔ مخصوص و مظلوم عورتوں کو جراحت کروں سے اخباریا جانے لگا۔ لیکن دس سے بڑے سے پہنچنے کے لیے ہزاروں لوگوں نے بھاگ کر جانیں اور عزت میں بھائیں۔ طالبان کے دور میں اب پہلی بار عورت کو مار، بہن، بیٹی اور بیوی کا مرتبہ ملا ہے۔ آج اس ملک میں خواتین کو اس قدر تحفظ حاصل ہے کہ کوئی بری نظر سے ان کی طرف دیکھنے کی جرات نہیں کر سکتا۔

طالبان کے دور حکومت پر ایک اعترافی جری ڈاڑھی رکھوائے کا ہے لیکن اہل مغرب اس وقت خاموش تھے جب داؤد کے دور میں ڈاڑھی والوں کو بغیر کسی قصور کے جیلوں میں ڈال دیا جاتا تھا۔ انہوں نے ایک قانون کے تحت باریش مسلمان پر سرکاری ملازمت کے دروازے بند کر دیے تھے۔ کیونکہ دور میں ڈاڑھی والے گردن زندگی رہے۔ اس وقت انسانی حقوق کی تنظیموں کو تکلیف نہیں ہوئی لیکن آج وہ چلا رہی ہیں۔ طالبان ڈاڑھی رکھوار ہے ہیں۔ ڈاڑھی منڈاناویے بھی غیر فطری ہے اور افغان ٹکر کی تو یہ پہچان ہے۔ میرے ساتھ صنعت کاروں کا ایک گروپ افغانستان میں گیا تھا، ان میں سے اکثر ڈاڑھی کے بغیر تھے لیکن ماحدوں سے متاثر ہو کر سب نے ڈاڑھی رکھ لی حالانکہ غیر ملکیوں پر ڈاڑھی رکھنے کی کوئی پابندی نہیں۔

در اصل مغرب نہیں چاہتا کہ دنیا کی توجہ طالبان کے اصل مسائل کی طرف مبذول ہو۔ افغانستان ایک تباہ حال ملت ہے۔ ۲۰۰۰ء مشرد تک جنگ کی آگ میں جلتا رہا ہے۔ اس جنگ نے افغانستان کا ہر گھر تباہ کیا ہے۔ کوئی بھی سائل نہیں، ہاں جا کر مبتاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ شوراں لیے چایا جا رہا ہے کہ لوگ اس تباہی کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھیں۔ طالبان سے دوست و دوہشت منسوب کی جاری ہے تا کہ لوگ ان سے خوف زدہ ہو جائیں۔ افغانستان دو کروڑ آبادی کا ملک ہے۔ اس میں سے ہمیں لاکھ افراد شہید ہوئے۔ یعنی ہر دسوال فردا ہجت میں کام آیا۔ پچاس لاکھ زخمی ہوئے، اس طرح مجموعی طور پر ہر تیس شخص روی بر بریت کا براہ راست شانہ بنا اور باقی بالواسطہ متاثر ہوئے۔ لاکھوں ایسے تیم اور ہیوا میں ہیں جن کا کوئی کمانے والا نہیں۔ ان کی بھائی کے لیے طالبان نے ایک مستقل وزارت قائم کی ہے جو عذدار بوزخوں، بے آسرا غورتوں اور بے خانماں پچون کے آنسو پوچھنے کی کوشش کر رہی ہے۔ پچاس لاکھ سے زیادہ افغان بے روزگار ہیں۔ ہم نے کابل اور قدھار کے صنعتی علاقوں کو دیکھا، روی ججازوں، توپوں اور نکھوں نے ان کی ایسٹ سے ایسٹ بجا دی ہے۔ جب صفتیں نہیں ہوں گی تو پھر روزگار کہاں سے آئے گا؟! مل مغرب کی خیانت دیکھتے، ان بے روزگار لوگوں کو روزگار میں مدد دینے کے بجائے ان پر عرصہ حیات بندگی کیا جا رہا ہے۔

قارئین کو ادارہ الشريعة کی طرف سے

عید مبارک

اقوام متحده کے دفتر کے سامنے علماء کا خاموش مظاہرہ

جمعیۃ الائمه و انجمن اسلام آباد اور اول پنڈی کے زیر انتظام اسلام آباد اور اول پنڈی کے سکھڑوں علماء کرام نے ۲ فروری ۲۰۰۱ کو اسلام آباد میں اقوام متحده کے دفتر کے سامنے خاموش مظاہرہ کیا اور اقوام متحده کے سفارتی افسران کو مندرجہ ذیل یادداشت پیش کی۔ مظاہرہ کی تیادت پاکستان شریعت کنسٹ بخاب کے امیر مولانا قاری سعید الرحمن کے ہمراہ جمعیۃ الائمه کے راہنماؤں مولانا قاری محمد نصری قاروئی، مولانا قاضی عبد الرشید، مولانا قاری محمد زرین، مولانا تلمذوں احمد طوی، مولانا عبدالحق، مولانا گور رحمان، مولانا حافظ محمد صدیق اور دیگر سرکرد علماء کرام نے کی۔

جواب سیکھی جز جمل صاحب اقوام متحده

جواب عالی!

پاکستان میں دینی رہنماؤں کے خلاف جاری دہشت گردی کے حوالے سے چند مروضات گوش گزار کرنے کے لیے یہ عریضہ پیش خدمت ہے۔ یہیں امید ہے کہ بینادی انسانی حقوق کے حوالے سے عالمی انسانی حقوق کے چاروں کے مطابق آپ اس سلسلہ میں ذاتی دلچسپی لے کر متاثرین کی دادری کریں گے۔

۱۔ دین اسلام ایک فطری دین ہے اور اس میں ہر انسان کو مکمل تحفظ دینے کے ساتھ ساتھ اس کی دینی، مذہبی، سیاسی اور معاشری آزادی کا حق تسلیم کیا گی اور اس کی مکمل ضمانت فراہم کی گئی ہے۔ اللہ کریم کا یہ واضح حکم جو مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن کریم میں موجود ہے، یہ ہے کہ ”دین میں کوئی جرم نہیں“ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جب مدینے کی طرف تحریر فرمائی تو مدینہ میں یہودی آباد تھے۔ حضرت محمد ﷺ نے ان کے ساتھ ایک معابدہ کیا جو چودہ نکات پر مشتمل تھا اور میثاق مدینہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس معابدہ میں یہودیوں کو مکمل تحفظ فراہم کیا گیا تھا۔ دنیا کا یہ تسلیم الشان اور اعلیٰ ترین معابدہ آنحضرت ﷺ کی سیرت کی کتابوں میں اصل الفاظ کے ساتھ آج بھی موجود ہے۔

ہمارے نبی کریم ﷺ کی تعلیمات میں انسانی حقوق کی رعایت اس حد تک کی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی تیز

دھارا لے مثلاً چھری وغیرہ کسی کو پکڑائے تو اس کی دھارا دوسرے شخص کی طرف نہ کرے بلکہ اس کا دستہ اس کو دے، کہیں ایسا نہ ہو کہ معمولی سی لاپرواں سے اس شخص کا ہاتھ رُخی ہو جائے۔ یہ بھی فرمایا کہ اگر کوئی شخص نیزہ یا تیزہ دھارا ولی کوئی چیز ہاتھ میں لے کر بھوم کی جگہ مثلاً بازار وغیرہ میں چلتے تو اس کی دھار کی نوک اپنے ہاتھ میں پکڑے تاکہ اس سے کسی شخص کے رُخی ہونے کا اندر یہ نہ رہے۔ اور صرف انسانوں کی بات نہیں، ہمارے دین اور ہمارے آقا مبلغتے نہیں جانوروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنے کی تاکید کی ہے۔ حقوق کے حوالے سے ہمارے نبی کریم ﷺ کی یہ تعلیمات اور ارشادات آپ کی احادیث میں واضح طور پر موجود ہیں اور ہر فرد بشر ان کا مطالعہ کر کے ان سے آگاہی حاصل کر سکتا ہے۔

صرف پاکستان میں نہیں، بلکہ پوری دنیا میں علماء کرام، دینی مدارس کے فضلا اور مدارس سے متعلق افراد ای کی تربیت و اشاعت میں مصروف عمل ہیں۔ یہ صرف زبانی کامی دعوے کی بات نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی بات ہے جس کو ہر ذی شور تسلیم کرتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آج تقریباً دنیا کے کلمہ مالک میں پاکستانی دینی مدارس کے فارغ التحصیل علماء، حفاظ اور قراء م موجود ہیں۔ ان کی گمراہی کر کے، ان کی باتیں سن کر، ان کے خیالات و افکار سے آگاہی حاصل کر کے ہی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ان لوگوں کو کس قسم کی تعلیم سے آراستہ کیا جاتا ہے۔ اگر یہ دن دنیا میں ان کا کردار، ان کی تعلیم اور طرز تعلیم صحیح اور انسانیت کے مطابق ہے تو یہ اس بات کی محلی شہادت ہے کہ ان کا نظام تعلیم انہی مثبت خطوط کے مطابق ہے ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ چندو چند سال دہشت گردی، تجزیب کاری، بلاائی بھرائی، مارو جلاو اور غیرہ اور کسی تعلیم حاصل کریں اور فارغ ہونے کے بعد یہ ساری تربیت بھول کر ایک شریف، امن پسند صحیح معاشرہ اور عابد وزابد کاروپ دھار لیں اور ان کی پوری زندگی میں اس تعلیم کی جگہ تک نظر نہ آئے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دینی مدارس میں کسی منفی پہلو کی تعلیم نہیں دی جاتی۔

۲۔ پاکستان، ہندوستان اور دنیا کے بعض دوسرے ممالک میں دو طرز ہائے تعلیم موجود ہیں: ایک انگریزی یا عصری طرز تعلیم اور دوسرا دینی و مذہبی طرز تعلیم۔ ان دونوں طریقوں کی ہزاروں درس کا ہیں موجود ہیں لیکن دونوں میں ایک واضح فرقہ ہے۔ عصری تعلیم کی درسگاہوں میں طلبہ کے آپس کے اختلافات، اساتذہ کے خلاف ہڑتاہیں، ہم درس افراد کا قتل، سڑکیں بلاک کرنا، جلاو، گھیراؤ، پتھراو، سرکاری وغیر سرکاری الملاک کی چاہی، یونیورسیٹی، افرانفری روزمرہ کا معمول ہیں لیکن دینی مدارس میں آج تک کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا لیکن منفی پروپیگنڈا دینی مدارس اور دینی رہنماؤں کے خلاف ہی کیا جاتا ہے۔

دینی مدارس پر دہشت گردی، نہ ہی منافرت، قتل و غارت گری کا الزام توبزے زور و شور سے عائد کیا جاتا ہے۔

لیکن آج تک کوئی ادارہ، تنظیم اس الزام کو ایک فیصلہ بھی ثابت نہیں کر سکی۔ حکومت پاکستان نے اسلامی نظریاتی کو نسل سے رپورٹ مرتب کرائی۔ مرتب کندگان نے جب رپورٹ پیش کی تو سات جگہوں کی نشان دہی کی کہ یہاں دہشت گردی کا گردی ہوئی ہے۔ جب اداکیں نے دریافت کیا کہ ان سات جگہوں نے دہشت گردی کی ہے یا یہ دہشت گردی کا نشان بنتے ہیں تو بتایا گیا کہ یہ جگہیں دہشت گردی کا شاہنشہ ہیں، انہوں نے کہیں دہشت گردی نہیں کی۔

دنی مدارس اور دینی رہنماء اقوام متحده کے چارتر کے مطابق ہر مظلوم کے حامی اور ظالم کے مخالف اور انصاف کے علمبردار ہیں اور حق و صداقت کی بات کرتے ہیں۔

۳۔ پاکستان میں ایک عرصہ سے دنی مدارس، مساجد، امام بارگاہوں اور خانقاہوں کے خلاف ایک منظم سازش شروع ہے۔ مساجد، مدارس اور امام بارگاہوں پر حملے کیے جاتے ہیں، گولیاں چالائی جاتی ہیں، نمازیوں کو شہید کیا جاتا ہے، علماء کرام کو قتل کیا جاتا ہے اور بد امنی پھیلائی جاتی ہے۔ اب تک سینکڑوں علماء اور ڈاکرین کو شہید کیا جا چکا ہے۔ ان میں مولانا حنف نواز حنکوی، مولانا احمد الرفاعی، مولانا ضیاء الرحمن فاروقی، صادق حسین، مولانا ذاکر حسیب اللہ محترم، مولانا مفتی عبدالحیم، مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا محمد عبد اللہ، علامہ عارف الحسینی، علامہ مرید عباس یزدانی، مولانا حبیب الرحمن یزدانی، مولانا احسان اللہ فاروقی، مولانا احسان الحسینی، حجاب سید صالح الدین، حجاب حکیم سعید جیسے حضرات شامل ہیں۔ جب دہشت گردی کا کوئی واقعہ روئنا ہوتا ہے تو برسر اقتدار افراد کے لئے بندھے بیانات پھینپنا شروع ہو جاتے ہیں کہ ہم مجرموں کو نہیں چھوڑیں گے، ان کو یکٹر کردار تک پہنچایا جائے گا، یہ بزرگداشت حرکت ہے، اس سے ہمارے حوصلے پست نہیں کیے جاسکتے، مجرموں کے ساتھ آہنی ہاتھوں سے نشا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کے بیانات واضح دیے جاتے ہیں اور چند نمونوں کے لیے مساجد اور امام بارگاہوں کے پہرے کا نظام شروع کر دیا جاتا ہے جو آہستہ آہستہ زم کر دیا جاتا ہے اور مجرموں کو پھر کارروائی کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ بعض دفعہ شہید کے لا حصین کچھ لوگوں کی نشان دہی بھی کرتے ہیں، تفتیش میں مدد دیتے ہیں، دلچسپی ظاہر کرتے ہیں لیکن ایک خاص مرحلے پر پہنچ کر حکومت کی طرف سے مقرر تفتیشی نیم متوفی کے پیمانہ گان کو صاف صاف کہہ دیتا ہے کہ اب آپ خاموش ہو جائیں، اس سے آئے کے تفتیش نہیں ہو جائیں۔ اگر لا حصین اصرار کریں تو ان سے واضح الفاظ میں کہہ دیا جاتا ہے کہ آپ اس مسئلہ کو چھوڑ دیں ورنہ آپ کا نقصان بھی ہو سکتا ہے، آپ کے پیچے اخواہ ہو سکتے ہیں، آپ کو قتل کیا جا سکتا ہے وغیرہ۔ اس طرح کی دھمکیاں دے کر ان کو چپ کر دیا جاتا ہے۔ مولانا محمد عبد اللہ، مولانا محمد یوسف لدھیانوی، ذاکر حسیب اللہ محترم وغیرہ حضرات کے کیسوں میں اسی طرح لا حصین کی زبان بند کرائی گئی ہے۔

پاکستان میں شیعہ سنی علمی اختلاف تو ضرور موجود ہے لیکن قتل و غارت گری کا اختلاف اتنے وسیع پیانے پر موجود نہیں ہے، تاہم ہمیں اس بات کا ضرور اقرار کرنا چاہئے کہ شیعہ سنی اختلافات کی وجہ سے کہیں کہیں کچھ واقعات روئما ہوئے ہیں لیکن ان فرقوں کے ماہین باقاعدہ جنگ کی کوئی کیفیت نہیں ہے۔ اس کا میں ثبوت یہ ہے کہ جب شیعہ یا سنی کسی فریق کے افراد دہشت گردی کی بھیت چڑھتے ہیں تو دوسرے فریق کی طرف سے اس کی مدد کی جاتی ہے اور متاثرہ فریق کو انصاف مہیا کرنے کی اچیل کی جاتی ہے۔ اس لیے شیعہ سنی اختلاف تو موجود ہے، شیعہ سنی جنگ نہیں۔ اس کا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ ایک ہی آبادی میں، اڑوں پڑوں میں شیعہ سنی اکٹھ رہتے اور کاروبار اور لین دین کرتے ہیں۔

۳۔ موجودہ حالات کے پیش نظر پاکستان کے علماء کرام آپ سے احتساب کرتے ہیں کہ آپ ہم الاناقوای انسانی حقوق کے شیخ ہیں اس بات کی روپورث طلب کریں اور حکومت پاکستان سے اس قتل و غارت گری، دہشت گردی، لوٹ مار، افرانفری کی وجہ دریافت کریں کہ بلا وجہ علماء کرام، دینی مدارس، مساجد، امام بارگاہوں کو خزیب کاری کا نشانہ کیوں بنایا جا رہا ہے اور ان مسئلہ واقعات کا کوئی بھی مجرم آج تک کوئی کیفر کروار تک نہ پہنچایا جا سکا؟ اگر حکومت تحفظ فرائم کرنے میں ناکام یا معذور ہے تو پھر ان اداروں کو مطلع کر دیا جائے تاکہ وہ اپنے تحفظ کے لیے اقدامات کریں۔

ہمیں امید ہے کہ آپ ہماری ان معروضات پر ہمدردی سے غور کریں گے اور مناسب اقدام کریں گے۔ اگر آپ کوئی اقدام نہیں کر سکتے تو یہی سمجھا جائے گا کہ اقوام تحدہ علماء کے خلاف اتحادے جانے والے اقدامات سے باخبر ہونے کے باوجود مجرمان غفلت کا شکار ہے۔

مدیر الشریعہ مولانا زاہد الرashdi سے رابطہ کے لیے ان کے رہائش فون نمبر

0431 219663

کے علاوہ موبائل فون نمبر

0300 964 3152

پر بھی بات کی جاسکتی ہے لیکن احباب سے گزارش ہے کہ نمازوں کے اوقات نیز ایام تعلیم میں علمی اوقات (معج ساز ہے آنحضرت سے بارہ بیج) کے دوران فون کرنے سے گریز کریں۔ (ادارہ)

پاکستان شریعت کوسل کی سرگرمیاں

مجلس عاملہ کا اجلاس

پاکستان شریعت کوسل کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس ۲۰۰۱ء فروری ۸ کو جامعہ اسلامیہ شیخ روزہ راولپنڈی صدر میں ایئر مرکزی ہضرت مولانا فداء الرحمن درخواستی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں امارت اسلامی افغانستان پر سلامتی کوسل کی طرف سے عائد کی جانے والی پابندیوں سے پیدا شدہ صورت حال کا جائزہ لیا گیا۔ ملک کے تمام یہے مکاتب فکری جماعتوں پر مشتمل "افغان ڈپنس کوسل" کے قیام کا خیر مقدم کرتے ہوئے اس لئے ساتھ عمل تعاون کا فیصلہ کیا گیا۔ اجلاس میں مندرجہ ذیل حضرات نے شرکت کی۔

مولانا زاہد الرشیدی (گوجرانوالہ)، مولانا قاری سعید الرحمن (راولپنڈی)، مولانا حامد علی رحمنی (سن ابدال)، مولانا عبد الرشید انصاری (کراچی)، محمدوم منظور احمد تونسی (لاہور)، مولانا میاں عصمت شاہ کا خلیل (پشاور)، مولانا عبد العزیز محمدی (ڈیرہ اسمبلی خان)، مولانا حافظ محمد (میانوالی)، مولانا قاری جیل الرحمن اختر (لاہور)، مولانا حسین احمد قریشی (انک)، مولانا صلاح الدین فاروقی (نیکلا)، مولانا محمد اوریس (ڈیرہ غازی خان)، مولانا اللہ و مسیا قاسم (اسلام آباد)، مولانا عبد الحق (اسلام آباد)، دا انٹر حافظ احمد خان (اسلام آباد)۔

* اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ملک میں افواز اسلام کی جدوجہد اور افغانستان کی طالبان حکومت کی حیات میں راستے عامد کو منقطع کرنے کے لیے رابطہ بہم کو تیز کیا جائے اور اس سلسلہ میں مختلف شہروں میں سینماں منعقد کیے جائیں گے جن کا آغاز ۲۱ فروری کو لاہور سے ہوگا۔ اس کے بعد کراچی، راولپنڈی، پشاور اور دیگر شہروں میں سینماں منعقد ہوں گے جبکہ ۲۹ اپریل کو گوجرانوالہ میں پاکستان شریعت کوسل کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوگا اور اس موقع پر کارکنوں کا جماعت بھی منعقد کیا جائے گا۔

* اجلاس میں اسلامی نظریاتی کوسل کی سفارشات پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ان سفارشات کو جلد از جملہ قانونی ہلک دے کر ملک میں نافذ کیا جائے اور ملے شدہ پروگرام کے مطابق سودی نظام کے برداشت خاتم کا اہتمام کیا جائے۔

* اجلاس میں تاجر حقوق کے بارے میں حکومت کی پالیسی پر عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے ایک قرارداد میں کہا گیا کہ اس پالیسی کے نتیجے میں معاشی حالات بہتر ہونے کے بجائے پہلے سے زیادہ خراب ہوئے ہیں اور تاجرلوں کو ہراساں کرنے کی پالیسی کی وجہ سے نہ صرف ہزاروں تاجر ملک چھوڑ گئے ہیں بلکہ ملک کی بے پناہ دولت بیرون ملک منتقل ہو گئی ہے۔ قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ اس پالیسی پر نظر ثانی کر کے قومی تجارت کو مزید تباہی سے بچایا جائے اور قومی دولت کے مسلسل انخلاء کو روکا جائے۔

* اجلاس میں جامعہ فاروقیہ کراچی کے اساتذہ اور عملکردار افراد کے دیگر افراد کے دھنیانہ قتل کی شدید نمودت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ملک میں مسلسل بڑھتی ہوئی فرقہ و رانہ کشیدگی اور قتل عام کے اسباب و عوامل کی نشان دہی کے لیے پریمیوم کورٹ کے نجج کی سربراہی میں عدالتی کمیشن قائم کیا جائے اور علماء کرام اور دینی کارکنوں کے قتل عام کو روکنے کے لیے موثر اقدامات کیے جائیں۔

* اجلاس میں حضرت مولانا مفتی عبد الغور تنڈی، حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی، حضرت مولانا محمد امین صدر اوکازوی، حضرت مولانا محمد لقمان علی پوری اور حضرت مولانا قاضی محمد انور آف ابیث آباد کی وفات پر گھرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی دینی و ملتی خدمات پر خراج عقیدت پیش کیا گیا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی گئی۔

لاہور میں سیمینار

پاکستان شریعت کونسل کے زیر اہتمام ۲۱ فروری ۲۰۰۱ء کو بعد نماز ظہر فلیمیز ہوٹل لاہور میں سیمینار منعقد ہوا جس کی صدارت امیر مرکزیہ حضرت مولانا فداء الرحمن درخواستی نے کی جبکہ پاکستان شریعت کونسل کے راہنماؤں مولانا زاہد الرashدی، مولانا قاری جبیل الرحمن اختر، مولانا عبدالرشید النصاری، مولانا محمد نواز بلوچ اور مولانا حافظ ذکاء الرحمن اختر کے علاوہ جمیعۃ العلماء پاکستان کے راہنماؤں علامہ شبیر احمد باغی اور قاری زوار بہادر، جمیعۃ علماء اسلام کے راہنماؤں مولانا محمد امجد خان اور مولانا سیف الدین سیف، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا عزیز الرحمن باغی، مجلس احرار اسلام کے راہنماؤں چودھری ظفر اقبال ایڈووکیٹ، جمیعۃ اتحاد العلماء پاکستان کے سربراہ مولانا عبد المالک خان، انتیشیل ختم نبوت مودمنت کے راہنماؤں عبدالرؤوف فاروقی اور اور جمیش محمد کے راہنماؤں اکرم نوری احمد نے خطاب کیا اور علماء کرام اور دینی کارکنوں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔

مقررین نے افغانستان کی اسلامی حکومت کے ساتھ مکمل ہم آہنگی کا اظہار کرتے ہوئے اقوام متحده کی پابندیوں کی نمودت کی اور اعلان کیا کہ طالبان حکومت کی حمایت اور پورے ملک میں ان کی معاونت و امداد کی گئی۔

چلائی جائے گی۔

مقررین نے وفاقی وزیر داخلہ کی طرف سے جہادی تحریکوں کے خلاف بیانات پر شدید احتجاج کیا اور کہا کہ وزیر داخلہ پاکستانی عوام کی ترجیح کرنے کے بجائے مغرب کے ایجمنڈے کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ سیکھیا میں دنیا بھر کی تمام مسلمان حکومتوں سے مطالبہ کیا گیا کہ افغانستان کی طالبان حکومت کو تسلیم کیا جائے اور افغانستان کی تعمیر تو کے لیے اسے بھرپور امداد فراہم کی جائے۔

صوبہ سرحد کے امیر اور سیکرٹری جزل

پاکستان شریعت کونسل کے امیر مولانا نافذاء الرحمن درخواستی نے پشاور کے مولانا عصمت شاہ کا خیل کو پاکستان شریعت کونسل صوبہ سرحد کا امیر اور ڈائریکٹر اسماعیل خان کے مولانا عبدالعزیز محمدی کو صوبائی سیکرٹری جزل مقرر کیا ہے۔ امیر مرکزی نے دونوں راہنماؤں کو اختیار دیا ہے کہ وہ باہمی مشورہ سے دیگر صوبائی عہدوں اور مجلس شوریٰ کے ارکان کا تقرر کر لیں۔ صوبہ سرحد کے امیر اور سیکرٹری جزل سے ۵۸ نشر آباد پشاور اور مسجد امام اسلامیہ کا لوئی ڈیرہ اسماعیل خان کے پختہ پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

سیکرٹری جزل کی پریس کانفرنس

پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جزل مولانا زاہد الرashدی نے ۷ افروری کو ٹیکسلا میں ایک اجتماع سے خطاب کرنے کے علاوہ مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا صلاح الدین فاروقی کی رہائش گاہ پر اخبارنویسوں سے بھی پاکستان شریعت کونسل کے موقف اور پروگرام کے حوالے سے تفصیلی مفتلوکی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان شریعت کونسل اقتدار کی سیاست اور ارتقابی کلکشن سے الگ تھلک رہتے ہوئے ملک میں علمی و فکری ترقی اور فناذ اسلام کے لیے رائے عام کو ہموار کرنے کی جدوجہد میں مصروف ہے اور ہماری کوشش ہے کہ اس سلسلہ میں دینی حلقوں اور علمی مرکز کے درمیان باتی رابطہ و مفاہمت کو زیادہ سے زیادہ فروغ حاصل ہوتا کہ مشترک کردہ جدوجہد کی فضای قائم ہو سکے۔ مولانا زاہد الرashدی نے ملک بھر کے علماء کرام اور دینی کارکنوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اس میں میں پاکستان شریعت کونسل کے ساتھ شریک ہوں۔ انہوں نے بتایا کہ کسی بھی سیاسی یادنامی جماعت کے کارکن اپنی جماعتوں میں رہتے ہوئے بھی پاکستان شریعت کونسل میں شامل ہو سکتے ہیں۔

ماہنامہ "القاسم" کا مفتی کفایت اللہ نمبر

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ بھوئی جنوبی ایشیا کے دین، سیاسی اور علمی حلقوں میں کسی تعارف کے تھانے نہیں اور ان کی خدمات اس خط کی طلی تاریخ میں ایک روشن باب کی حیثیت رکھتی ہیں۔ انہوں نے جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کی علمی و دینی راہنمائی کے ساتھ ساتھ تحریک آزادی کی جرات مندانہ قیادت کی اور علماء حق کی قیادت میں ممتاز اور نمایاں مقام پر سرفراز ہوئے۔ انہیں اپنے دور میں جنوبی ایشیا کے سب سے بڑے مفتی کی حیثیت سے یاد کیا جاتا تھا اور ان کے فتاویٰ ایک عرصہ تک اہل علم کی راہنمائی کے لیے مشغول راہ کا کام دیتے رہیں گے۔

حضرت مفتی صاحبؒ کی وفات پر ہفت روزہ "الجمعیۃ" دہلی نے ان کی خدمات اور حالات زندگی پر ایک خیمہ نمبر شائع کیا تھا جس میں ممتاز اصحاب قلم اور ارباب داش نے ان کی علمی، سیاسی اور دینی جدوجہد کے مختلف گوشوں کو آشکار کیا ہے اور ختنی نسل کوان کے حوالے سے تاریخ کے ایک پورے دور سے متعارف کرایا ہے۔ جامدابوہریرہ خالق آباد نو شہرہ صوبہ سرحد کے ترجمان ماہنامہ "القاسم" کے سرپرست اعلیٰ مولانا عبد القوم حقانی نے الجمعیۃ کے اس "مفتی اعظم نمبر" کو جدید اضافوں اور ترتیب کے ساتھ "القاسم" کی خصوصی اشاعت کی ٹھیکانے میں پیش کیا ہے جو آج کے نوجوان علماء کرام اور دینی کارکنوں کے لیے گران قدر تھے اور قائدِ حق کے ہر کارکن کے لیے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔

عمرہ کتابت و طباعت اور مضبوط جلد کے ساتھ بڑے سائز کے سواد و سوے زائد صفحات پر مشتمل یہ خیمہ نمبر مذکورہ بالا پڑے سے طلب کیا جاسکتا ہے۔

پاکستان میں اسلام کا نظام کیسے قائم ہو؟

ہمارے محترم اور فاضل دوست مولانا حافظ محمد میانوالوی کا خصوصی ذوق یہ ہے کہ وہ اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد و افکار کی وضاحت اور ان پر کیے جانے والے اعتراضات و بیہات کے جوابات کے ساتھ اصلاح معاشرہ اور ملک میں نفاذ اسلام کی جدوجہد کے حوالے سے بھی کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے ہیں۔ زیرِ نظر کتابچہ اس سلسلہ میں ان کے "دو

مظاہر پر مشتمل ہے جن میں انہوں نے اسلامی نظام کی اہمیت اور خوبیوں کو بیان کرتے ہوئے اس کے عملی نفاذ کے سلسلہ میں حکومت کے سامنے مختلف تجاذبیں پیش کی ہیں۔ چھوٹے سائز کے ۲۲ صفحات پر مشتمل یہ کتابچہ پاکستان شریعت کو تکمیل ضلع میانوالی نے شائع کیا ہے اور اسے جامعۃ حیدر و سنت بن حافظ جی تھیصل ضلع میانوالی سے طلب کیا جاسکتا ہے۔

ڈاڑھی ہماری

ڈاڑھی جناب نبی اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت اور ہمارا دینی شعار ہے جس کی اہمیت و افادت پر بہت سے علماء کرام نے قلم اختیار ہے۔ میکن ٹرست پوسٹ بکس ۳۰۰۰۰ آباد ۳۲۰۰۰ نے اس سلسلہ میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شعبیہ کے چھ مظاہر کی ایک جامع انتخاب مذکورہ بالا عنوان کے تحت شائع کیا ہے۔ آرٹ بھیپر ۳۳ صفحات پر مشتمل یہ خوبصورت کتابچہ صدقہ جاریہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور اسے مندرجہ بالا پڑے سے طلب کیا جاسکتا ہے۔

محلسِ صیانتِ امنیتِ ملین پاکستان کا

پرسوال

سنہ

روزہ

لامہ

جسمیں

ما رج

ساتھ

بھروسات

جمعہ

ہفتہ

اوار

لہو

لہو

لہو

لہو

لہو

لہو

لہو

لہو

لہو

جامعہ اشرفیہ

فیروز پور روڈ

لاہور میں منعقد ہو گا

ذی الحجہ

۱۲۲۱

۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲

ما رج

ساتھ

بھروسات

جمعہ

ہفتہ

اوار

لہو



تعلیمی پروگرام

- میرک' ایف۔ اے اور بی۔ اے کے طلب کے لیے ترجمہ قرآن کریم، عربی، انگلش اور اسلامیات کے مضمین میں تعلیمی رہنمائی اور معاوحت کے لیے

مطالعاتی مرکز

نے روزانہ مغرب سے عشا تک کام شروع کر دیا ہے۔

- دنی مدارس کے طلبہ و اساتذہ نیز خطبا و ائمہ کے لیے عمرتہ مغرب

انگلش لینینگ تکمیلی کورس

کم اپریل ۲۰۰۱ء سے شروع کیا جا رہا ہے جس کا دورانیہ چھ ماہ ہو گا۔

- مقامی بچوں اور بچیوں کے لیے قرآن کریم ناظرہ اور نمازوں غیرہ کی ضروری دینی تعلیم روزانہ صبح نماز بھر کے بعد اور عمرتہ مغرب ہوتی ہے۔

- ملائمین ناجر پیش لوگوں اور دیگر حضرات کے لیے روزانہ مغرب تا عشا قرآن کریم اور نماز کے تختی کی صحیح اور دیگر ضروری دینی تعلیم کی سہولت موجود ہے۔

مذکورہ بالاتمام پروگراموں میں تعلیم اور راه نمائی بلا معاوضہ ہو گی۔ مطالعاتی مرکز میں شرکت کے خواہش مند مغرب تا عشا بجک "شہماں انگلش کورس" میں داخلہ کے خواہش مند ۲۳ مارچ کے بعد شام ۲ تا ۳ بجے اکادمی میں تحریف لا گئی۔

اس کے علاوہ مقامی آبادی کے لیے روزانہ عمرتہ مغرب

فری ڈپنسری

بھی ۲۳ مارچ ۲۰۰۱ء سے شروع کی جا رہی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

انکار حدیث کا پس منظر

ہم کسی کی نیت پر حملہ نہیں کرتے کیونکہ نیتوں کا جانے والا تو صرف علام الغیوب ہی ہے لیکن قرآن و شواہد جس نتیجے تک انسان کو پہنچاتے ہیں ان سے کچھ قیاس تو کیا جاسکتا ہے کہ فلاں امر کا جذبہ محک کیا ہو سکتا ہے؟ قرآن کریم پر ایمان لانا تو عین ایمان ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں ہو سکتی لیکن جو لوگ احادیث کو تسلیم کیے بغیر دعوت ای قرآن کا نافرہ بلند کرتے ہیں وہ درحقیقت کہمۃ حق اربیل بالاطل کا مصدقہ ہے۔ اس لیے کہ قرآن کریم میں اصول و ضوابط تو ہیں مگر فروع اور ان کی تشریحات نہیں اور یہ امور حدیث کو مانے سے ہی طے ہوتے ہیں۔ منکرِ حدیث یہ چاہتے ہیں کہ ابھال کو سامنے رکھ کر اپنی رمنی سے اس کی تشریح کریں اور حدیث ان کے اس بالطل نظریہ کے سامنے سد سکندری ہے اس لیے وہ سرے سے حدیث کا انکار کرتے ہیں تاکہ

— ہونہ جائے آشکارا شرعاً چیخبر کہیں —

اور یہ ایک خالص حقیقت ہے کہ حدیث کی مخالفت آج وہی لوگ کر رہے ہیں جو دراصل اسلامی تہذیب و تمدن کے عادلانہ نظام کو یکسر تو زنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ اس کی تشریح اور تعمیمات کی حدود میں اپنی اہوا اور خواہشات کی پیروی کے لیے قلعہ گنجائش نہیں پاتے لہذا انہیوں نے یہ مسلک اختیار کیا ہے کہ اس چیز ہی کو اصل سے منادیا جائے جو حکمل طور پر اسلام کے عادلانہ نظام کی تشریح اور حدبندی کرتی ہے تاکہ وہ آزاد ہو جائیں اور اسلام کے ڈھانچے پر جس قدر اور جس طرح چاہیں گوشت پوست چڑھائیں ور جس طرح چاہیں اپنے خود ساختہ اسلام کی ٹھنڈل بنادیں۔ الغرض احادیث کو کلیتیار کر دینے سے سے مملا جو خامی اور خرابی واقع ہوتی ہے وہ بالکل عیا ہے کہ انسان احکام جزئیہ میں رسالت کی بہترین رہنمائی سے محروم ہو جاتا ہے اور دین پر عمل کرنے کی تفصیلی صورتوں میں اپنے ناقص قیاس اور رائے کا دھنل اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ اس کے اصولی احکام کی اصل روح ضائع ہو جانے کا خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اس میں یہ فطرہ بھی یقیناً موجود ہے کہ جب تفصیلات میں سرے سے کوئی سند ہی نہ ہوگی تو خواہ نتوہ انفرادیت اور خود پسندی رہا پائے گی۔ ہر شخص اپنے رہنمائی اور اپنی رائے کے مطابق جو صورت چاہے گا اختیار کرے گا اور کوئی اصولی قوت اسی باقی نہیں رہے گی جو خواہشات سے پیدا شدہ تنفس و انتشار اور اختلاف عمل کو آخری حدود تک پہنچنے سے روک سکتی ہو۔

اصحاب خیر سے ایک اہم گزارش

☆ باشی کا لونی (عقب سرتاج نبیتی روڑ) کلکنی والا گورنمنٹ میں محترم حاجی یوسف علی باشی رہنے والے علیہ کے خاندان کی وقت کردار ایک کنال زمین میں 6 اپریل 1999ء کو شیعہ امام حضرت مولانا محمد فراز خان صدر دامت برکاتہم نے الشیعہ اکادمی کا سنگ بنیاد رکھا تھا جہاں اب تک پورے کنال کی کھدائی کر کے تبدیل ہانے کی بڑی پیشہ ذاتی جائیگی ہے۔ اس کے نیچے ایک طرف 28 x 68 مسجد خدا جبکہ اکبری کا تمدح خانہ ہے اور اس کے علاوہ اکینڈی کے سات کمرے اور ایک بڑا بام ہے جن کی تیاری کا مسلسل جاری ہے۔

☆ اب تک تقریباً دس لاکھ روپے تک خرچ ہو چکے ہیں جس میں کم و بیش از حاصل لاکھ روپے قرض حصہ کی رقم شامل ہے اور باقی رقم مغلس دوستوں کے قانون سے حاصل ہوئی ہے جبکہ قرض حصہ کی ادائیگی سیست پہلی منزل (جہد خانہ) کا کام کمل کرنے کے لیے مزید دس لاکھ روپے کی ضرورت ہے۔

☆ مسجد میں آنٹ و قوت نماز پاہنچاوت اور مقامی بیجوں اور بیجوں کے لیے قرآن کریم ناظرہ کی کاس معنی نماز خیر اور شام نماز عصر کے بعد جاری ہے جبکہ غفرنیب دینی مدارس کے طلباء اساتذہ اور شہر کے خطباء کے لیے شام کے اوقات میں انٹش زبان اور کمپیوٹر زبانگ کا کوس شروع کیا جا رہا ہے۔ اس کے بعد درس نظامی کے فضلاء کی خدمتی کا اس اور پاکستانی پاس طبلہ اور طالبات کے لیے خطا قرآن کریم مع مذکورہ کا چار سالہ کوس شروع کرنے کا پروگرام ہے۔
ان شاء اللہ تعالیٰ

اس پروگرام کو آگے بڑھانے کے لیے فوری ضروریات کی فہرست درج ذیل ہے

قرض حصہ کی ادائیگی۔ تعمیری سامان یافت، بھرپوری ایسٹ سری ٹانکیں اور واڑے، کھڑکیاں وغیرہ۔ بھلکا سامان از فرمہ رائیوں میں بلب اپنچھے خیرہ۔ فرنچس کے لیے لونگی چپ بورڈ وغیرہ یا تیار شدہ کریساں بیزو وغیرہ۔ کمپیوٹر سیست کم از کم پندرہ عدد اور دیگر مختلف سامان۔ لاہوری کے لیے ہر قسم کی معلوماتی کتابیں۔ الشیعہ فرقی ڈپٹری کے لیے دو ایکس فرنچس لامباریاں اور دیگر ضروری سامان۔ جس کے لیے کمرہ تحریر ہو چکا ہے اور جلد شروع کرنے کا پروگرام ہے۔
ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اس مسلمہ میں مزید معلومات کے لیے : حافظ محمد عمار خان ناصر جامع مسجد شیر انوالہ باغ۔ فون : 219663

سے رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے اور مندرجہ ذیل اکاؤنٹ میں برادرات بھی رقم معنی کرائی جاسکتی ہے۔

اکاؤنٹ نمبر 1260 جیبی مینک لائندہ بازار تھانے والا گورنمنٹ

امید ہے کہ آپ خصوصی اور فوری توجہ فرمائیں کارخانے میں ہمارا ہاتھ بنا کیں گے۔

حکریہ الاسلام : ابو عمر زاہد الرashdi (ڈائریکٹر) الشیعہ اکادمی باشی کا لونی، کلکنی والا گورنمنٹ